عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۱۸ تا ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹ تا ۲۲/اپریل ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۱۵

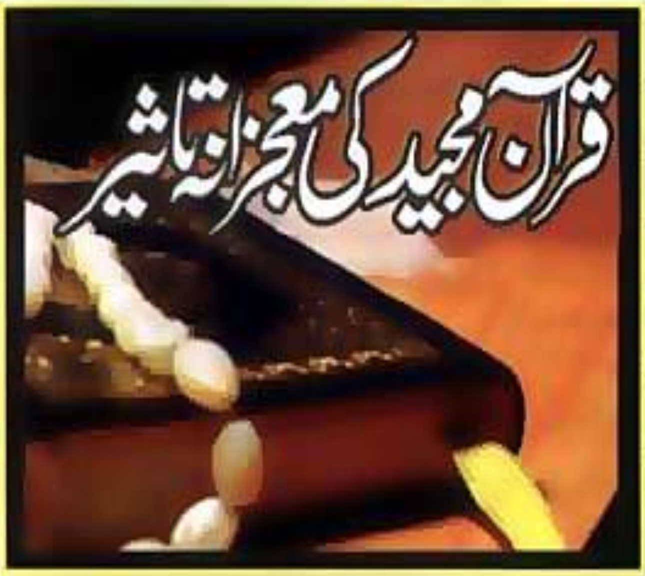

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

تحفظِ ناموسِ رسالت کی اہمیت اور ضرورت

اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

خواجہ سراؤں سے پردہ

مسز حمید، راولپنڈی

س:...... کیا خواتین کا خواجہ سراؤں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

ج:...... جو خواجہ سرا مرد ہوں ان کا حکم مردوں کا ہے اور جو خواتین ہیں، ان کا حکم عورتوں کا ہے، مگر چونکہ آج کل کے تمام خواجہ سرا مرد ہی ہوتے ہیں، اس کے لئے ان سے پردہ فرض ہے۔

س:...... اگر نماز میں ستر قائم نہ رہے اور قمیض اونچی ہوجائے اور سر کے بال نظر آجائے تو کیا اس صورت میں نماز ہوجائے گی؟

ج:...... چوتھائی سے زیادہ بال نظر آئیں یا ستر کھل جائے تو نماز نہ ہوگی، کم ہوں تو نماز ہوجائے گی۔

س:...... اگر چہرے کا پردہ فرض ہے تو حج اور نماز کے دوران چہرے کا پردہ کیوں نہیں کیا جاتا، اس کی کیا وجہ ہے؟

ج:...... چونکہ پردہ فتنہ کی وجہ سے ہے اور فتنہ چہرہ سے ہی ہے، اس لئے چہرہ کا پردہ ضروری ہے، حج میں منہ پر کپڑا نہ لگنے کا حکم ہے، ننگا منہ پھرنے کا حکم نہیں ہے۔

س:...... نکاح کے لئے کتنے گواہ ہوتے ہیں؟ نیز انٹرنیٹ یا فون پر نکاح ہوسکتا ہے؟

ج:...... نکاح کے لئے دو گواہ شرط ہیں، چونکہ نکاح کے وقت ایجاب وقبول کرنے والوں کا ایک محفل میں ہونا ضروری ہے، اس لئے انٹرنیٹ اور فون پر نکاح نہیں ہوسکتا۔

اگر وضو ٹوٹ جائے تو

محمد عبداللہ عمیر، کراچی

س:...... کوئی شخص وضو کرکے ظہر کی نماز کی پہلی چار سنتیں پڑھتا ہے، فرض پڑھنے کے دوران اس کا وضو ساقط ہوجاتا ہے، وہ دوبارہ وضو کرتا ہے تو وہ چار سنتیں بھی پڑھے گا یا پھر اپنی نماز فرض سے شروع کرے گا؟

ج:...... چونکہ وہ سنتیں پڑھ چکا ہے، اس لئے صرف فرض پڑھے گا۔

س:...... دوران جماعت اگر شخص کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ کس طرح وضو کرنے کے لئے نکلے گا؟ یعنی صفوں کے درمیان اتنی گنجائش نہیں کہ وہ دوبارہ وضو کرنے کے لئے باہر نکلے۔

ج:...... وہ ناک پر ہاتھ رکھ کر نمازیوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے مسجد کی ایک طرف چلا جائے اور دیوار کے ساتھ ساتھ چل کر نکل جائے، باجماعت نماز میں چونکہ مقتدی امام کے تابع ہوتے ہیں، لہٰذا امام کے سامنے گزرنا منع ہے، مقتدیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔

یہ فتویٰ غلط ہے

عنایت ناصر، کوئٹہ

س:...... ایک ٹی وی چینل پر ایک عالم نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کے ساتھ رجوع کرے یعنی زنا نہیں صرف چھونے کی حد تک ہو تو وہ لڑکی اس شخص کے لئے حرام ہے اور اس کو چاہئے کہ اس کے ساتھ نکاح نہ کرے، کیا یہ بات درست ہے؟

ج:...... ان صاحب کا یہ فتویٰ غلط ہے، اس پر میں تفصیلی مضمون لکھ چکا ہوں۔

ناپاکی کی حالت میں تعویذ

سید احسان علی، کراچی

س:...... کیا ناپاکی کی حالت میں تعویذ وغیرہ پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... اگر وہ تعویذ موم جامہ کیا ہوا ہو یا چمڑے میں سلا ہوا ہو تو پہن سکتے ہیں۔

شوہر کی دلجوئی کیلئے

نفیس میمن، کراچی

س:...... غصے کی حالت میں شوہر یہ الفاظ کہے کہ: ''میرا تم سے واسطہ ختم ہے'' حالانکہ شوہر اپنی بیوی کو چاہتا ہے، ان الفاظ کی ادائیگی سے نکاح پر کیا اثر پڑتا ہے؟

ج:...... اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو تو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۲۸ ۱۸تا۲۵/ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۹تا۲۴/اپریل ۲۰۰۹ء شمارہ:۱۵

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسمعیل شجاع آبادی
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں!

اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
تحفظ ناموس رسالت کی اہمیت وضرورت	۷	" " " "
قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر	۱۰	ڈاکٹر شاہد قمر قاضی
رحمۃ للعالمین ﷺ	۱۲	مولانا حافظ فضل الرحیم
گمراہ کن اور ملحدانہ نظریات کا تجزیہ (۲)	۱۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
ضلع چارسدہ میں رد قادیانیت کورس	۱۹	رپورٹ: چاچا عنایت اللہ
شاعر مشرق اور تحفظ ختم نبوت (۲)	۲۱	ترتیب: سعید الرحمن درخواستی
کارروائی سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین	۲۵	ادارہ

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، ۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا

"امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر تم حق تعالیٰ شانہٗ پر ایسا بھروسہ اور اعتماد کرتے جیسا کہ اس کا حق ہے تو تم کو اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے، کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتے ہیں۔"

(ترمذی، ج:۲ ص:۵۷، ۵۸)

توکل کے معنی ہیں اپنے تمام کاموں میں حق تعالیٰ شانہٗ کو وکیل اور کارساز بنانا، اور ان کے علم، ان کی قدرت اور ان کی رزاقیت پر اعتماد و بھروسہ کرنا، قرآن کریم اور حدیث پاک میں توکل کے بہت سے فضائل ارشاد ہوئے ہیں، حق تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" (الطلاق:۳) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے وہ اس کو کافی ہے۔

اس حدیث پاک میں توکل کا اعلیٰ ترین مرتبہ اور اس کا ثمرہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر تم معاش کے سلسلے میں حق تعالیٰ شانہٗ پر کامل بھروسہ کرتے تو حق تعالیٰ شانہٗ ظاہری اسباب کے بغیر اسی طرح تمہاری پرورش فرماتے جس طرح پرندوں کی پرورش ہو رہی ہے، وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہوکر واپس آتے ہیں۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسبابِ معاش کا بالکلیہ ترک کردینا ہر شخص کا کام نہیں، نہ ہر شخص اس کا مکلف ہے، البتہ تین باتیں ہر شخص کو لازم ہیں، ایک یہ کہ کسبِ معاش کے لئے صرف ایسے اسباب اختیار کرے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے، غیر مشروع اور ناجائز اسباب سے احتراز کرے۔ دوم یہ کہ اسباب کو اسباب کے درجے میں رکھ کر اختیار کرے، ان کو مؤثرِ حقیقی نہ سمجھے، بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ اسباب محض ظاہری علامات ہیں، ورنہ مؤثرِ حقیقی محض حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت و مشیت ہے، حق تعالیٰ چاہیں تو ان ظاہری اسباب کے بغیر بھی عطا فرماسکتے ہیں، اور اگر نہ دینا چاہیں تو سارے اسباب بے کار ہیں۔ سوم یہ کہ اسباب کو بقدرِ ضرورت اختیار کرے، ان میں اس قدر غلو و انہماک نہ کرے کہ انہیں اسباب میں اُلجھ کر رہ جائے اور حق تعالیٰ شانہٗ کی طاعت و بندگی کے لئے فارغ نہ ہوسکے۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے، ایک کام کاج کیا کرتا تھا، اور دُوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دیتا۔ کام کرنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بھائی (کے کام نہ کرنے) کی شکایت کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تجھے بھی اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہو۔"

(ترمذی، ج:۲ ص:۵۸)

اس حدیث میں اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ کام کرنے والے یوں نہ سمجھیں کہ ہمارے کام کرنے کی بدولت رزق ملتا ہے، بلکہ ہوسکتا ہے کہ دُوسرے لوگ جو کام کاج نہیں کرسکتے، یا دینی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے دُنیوی کام نہیں کرتے، ان کی برکت سے کام کرنے والوں کو بھی رزق عطا کیا جاتا ہو۔ دُوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ تمہیں کمزور لوگوں کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے۔ کسان کاشت کرتا ہے اور اس کی کاشت کی ہوئی کھیتی سے چرند پرند اور کیڑے مکوڑے مستفید ہوتے ہیں، کسان تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب اس کی کمائی کھا رہے ہیں، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان چیزوں کی برکت سے کسان کو رزق عطا فرماتے ہیں۔

"حضرت عبیداللہ بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص ایسی حالت میں صبح کرے کہ اپنی ذات کے بارے میں امن سے ہو، بدن دُرست ہو اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو، تو یوں سمجھو گویا ساری دُنیا اپنے ساز و سامان کے ساتھ سمٹ کر اس کے پاس جمع ہوگئی ہے۔"

(ترمذی، ج:۲ ص:۵۸)

مطلب یہ کہ امن و عافیت اور قدرِ کفاف روزی یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جس شخص کو حاصل ہوں تو گویا دُنیا کی ساری دولتیں اس کے پاس جمع ہیں، کیونکہ دُنیا کا ساز و سامان انہی تین نعمتوں کے حصول کے لئے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو یہ نعمتیں عطا فرمادے تو دُنیا کے مال و جاہ اور عزت و منصب کی ہوس بے کار ہے۔ اس حدیث پاک میں ایک تو ان نعمتوں پر شکرِ الٰہی بجالانے کی تعلیم ہے، دُوسرے قناعت کی تلقین ہے، کیونکہ دُنیا کا ساز و سامان جتنا زیادہ بڑھے گا، قلب کو اتنی تشویش ہوگی، افکار اور پریشانیوں میں اتنا ہی اضافہ ہوگا، راحت و سکون اور امن و عافیت، جس کا ہر شخص متلاشی ہے، اسی وقت میسر آسکتی ہے جب قلب عطائے الٰہی پر قانع ہوجائے، اور زائد از ضرورت چیزوں کی طلب اور ہوس اس کے اندر سے مٹ جائے۔ ☆☆

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں، آپ کی تشریف آوری پر ہمیشہ کے لئے نبوت ورسالت کا دروازہ بند کردیا گیا، جیسا کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔“ (ترمذی ص:۵۱،ج:۲، مسند احمد ص:۲۶۷،ج:۳)

ترجمہ: ”رسالت ونبوت ختم ہوچکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں، اس پر ایک دو نہیں، سو سے زائد آیات، دوسو سے زائد احادیث، ائمہ، مجتہدین، مفسرین اور محققین امت کی بے شمار تصریحات دلالت کرتی ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور جو ضروریات دین کا منکر ہو، وہ کافر و مرتد ہے، لہٰذا جو شخص اس عقیدہ کا انکار کرے گا وہ بھی باجماع امت کافر، مرتد، ملحد اور زندیق ہے۔

بہرحال انکار ختم نبوت کا فتنہ، بدترین فتنہ ہے، اس فتنہ کی ابتدا اور شروعات اگرچہ آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں ہوگئی تھیں۔

لیکن چونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا اور خیر القرون کا دور تھا، اس وقت آفتاب نبوت کی ضوفشانیاں عروج پر تھیں، لہٰذا نور نبوت کے چاندنے میں ناممکن تھا کہ دین وایمان کا کوئی چور یا ڈاکو، کسی کی متاع ایمان پر ہاتھ صاف کرتا، یا امت کسی ایسے فتنہ کو ٹھنڈے پیٹوں ہضم کرتی یا کسی فتنہ پرداز کے ناپاک وجود کو برداشت کرتی، اس لئے عاشقانِ رسول نے اسود عنسی کو اس کے اپنے قلعہ میں اور مسیلمہ کذاب کو عین میدان جنگ میں انجام تک پہنچا کر اللہ تعالیٰ کی زمین کو ان بدقماشوں سے پاک کردیا۔

الغرض ان فتنہ پروروں کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایات، حضرات صحابہ کرامؓ اور خصوصاً خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیر مبہم و دوٹوک پالیسی اور طرز عمل کا یہ خوشگوار نتیجہ نکلا کہ بعد کی امت نے ایسے کسی باغی، موذی اور منکر ختم نبوت کو کبھی برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ ادھر کسی نے دعویٰ نبوت کیا، ادھر اس کو انجام تک پہنچا دیا گیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ امت کبھی کسی ایسے بدباطن کے اضلال واغوا کا شکار نہیں ہوئی، لیکن جیسے جیسے امت زمانہ نبوت سے دور ہوتی گئی، اور زمانہ نبوت سے اس کا فاصلہ بڑھتا گیا، ویسے ویسے تاریکی بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ بدیہی حقائق بھی نظری ہونے شروع ہوگئے اور فتنہ پرداز و اغوا کار اپنی اپنی کمین گاہوں سے نکل کر سیدھے سادے مسلمانوں کی راہ مارنے لگے۔

اس تناظر میں اگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ملعون کا فتنہ اگرچہ اپنی جگہ خطرناک تھا، لیکن چونکہ وہ زمانہ نبوت اور خیر القرون میں تھا اور اس وقت امام الانبیاء اور سید الاولین والآخرین بنفس نفیس موجود وحیات تھے، بلکہ آفتاب نبوت نصف النہار پر تھا، جس کی روشنی چار دانگ عالم کو منور کر رہی تھی، حق غالب اور باطل مغلوب تھا، اسلامی اقدار کا بول بالا تھا، وحی نازل ہو رہی تھی، اسلام کی شوکت وسطوت کا غلغلہ تھا، قرآن وسنت اور دین وشریعت نافذ تھے، اس کے ساتھ ساتھ جاں نثارانِ نبوت موجود تھے، قرآن کریم کے براہ راست مخاطب، صحبت نبوی کے جام لنڈھانے والے، نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے

جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرنے والے اور صادق وامین کی جلوہ آرائیوں کے عینی گواہ موجود تھے، اس لئے ناممکن تھا کہ کسی فتنہ پرور کا فتنہ یا جادوگر کا جادو چل جاتا۔

اس کے برعکس اب جبکہ مسلمان زمانہ نبوت سے ساڑھے چودہ سو سال کا طویل فاصلہ طے کرکے بہت دور جا چکے اور وہ آفتاب نبوت کی کرنوں اور ضیا پاشیوں سے محروم ہو چکے، حق و باطل اور غلط و صحیح ملتبس ہو چکے، اغراض و مفادات کا تسلط اور دین پر دنیا کا غلبہ ہو چکا، ایسے میں اگر کوئی بدبخت اس قسم کے دجل و تلبیس کا اظہار و اعلان کرے تو ظاہر ہے کہ وہ کسی قیامت سے کم نہیں ہوگا اور اس کا مقابلہ یا اس کا توڑ بھی کچھ آسان نہ ہوگا، اس پر مستزاد یہ کہ جب اس فتنہ پرداز کو استعمار کی چھتری، عالمی طاقتوں اور اسلام دشمنوں کی مکمل حمایت و سرپرستی حاصل ہو، تو اس کا تعاقب جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔

الغرض یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت، مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے دعویٰ نبوت کا تسلسل ہے، مگر بوجوہ مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ اپنے اسلاف و پیش روؤں کے فتنہ سے زیادہ خطرناک، نقصان دہ اور ضرر رساں ہے، اس لئے کہ وہ فتنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی حیات میں برپا ہوئے تھے اور اللہ کا نبی و رسول اور صحابہ کرامؓ ان کی سرکوبی کے لئے موجود تھے، اور یہ طے شدہ امر ہے کہ اللہ کا ایک نبی، پوری انسانیت پر اور ایک صحابیؓ غیر صحابی پوری امت پر بھاری ہوتا ہے۔

بایں ہمہ آفرین ہے ان اکابر علمائے امت کو، جنہوں نے باوجود ضعف، کمزوری اور نہتے پن کے ملعون قادیان اور اس کے سرپرست استعمار، ملت کفر اور عالمی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ صرف اس فتنہ پرداز کو للکارا بلکہ پورے ایک سو سال تک ماریں کھا کھا کر اس کے فتنہ کو ننگا کیا، اپنی جوانیاں، صحت، سکون، راحت، آرام، جان، مال، آل اولاد، عزت، آبرو قربان کرکے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرکے امت کے دین و ایمان کو بچانے کا بے مثال اور لازوال کارنامہ انجام دیا۔

کیا کوئی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ انگریز کے خود کاشتہ پودا کی مخالفت کرکے انگریزی انتقام کو دعوت دینا اور انگریزی مظالم کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا کس قدر خطرناک تھا؟

بلاشبہ ان فرزانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اس وقت للکارا جب انگریزی اقتدار کا سورج نصف النہار پر تھا اور اس کی رعونت کے سامنے دم مارنا اپنی موت کے پروانہ پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔

ہاں، ہاں! ان فرزانوں نے مسلمانوں کے دین و ایمان کو بچانے کی اس وقت صدا لگائی جب متحدہ ہندوستان میں عیسائیت کا تسلط تھا، جب مرزا غلام احمد قادیانی عیسائی کے اقتدار کا سپوتر تھا، جب ملعون قادیان انگریزی اقتدار کو ظل اللہ فی الارض کہتا تھا، جب وہ ملکہ وکٹوریہ کو رحمت الٰہی کا نام دیتا تھا، جب وہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو بغاوت کا نام دیتا تھا، جب وہ اپنی وفاداریوں کے صلے سمیت اور اپنی وفاداریوں کے ڈھول پیٹ رہا تھا، اور عین اس وقت جب وہ انگریز کی گود میں بیٹھ کر مسلمانوں کے دین و ایمان اور ملک و ملت پر حملے کر رہا تھا، محافظان دین و شریعت اور پاسبان ناموس رسالت نے اس کے مرکز قادیان ضلع گورداسپور میں تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسبانی کے عنوان پر کانفرنس کرکے مرزائے قادیان کے محل میں زلزلہ برپا کر دیا، آج اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ نفرت پائی جاتی ہے یا ان کو گالی کا درجہ حاصل ہے، تو یا انہی عاشقان رسالت کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔

بلاشبہ آج دنیا اگرچہ بہت کچھ ترقی کر گئی ہے؟ اور ذرائع ابلاغ کہاں سے کہاں پہنچ گئے اور میڈیا بام عروج تک پہنچ گیا ہے، لیکن چونکہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے وعظ و بیان، تعلیم و تبلیغ اور درس و تدریس انبیاء کی سنت ہے اور اس کی برکت و افادیت آج بھی تمام ذرائع ابلاغ سے بڑھ کر ہے، اور اس کے اثرات جس طرح ماضی میں دور رس تھے، آج بھی اس سے کم نہیں۔ اسی کے پیش نظر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ارباب حل و عقد نے رائے عامہ کو ہموار کرنے اور نئی نسل کو قادیانی فتنہ کی حشر سامانیوں اور ملک و ملت دشمنیوں سے آگاہ کرنے کے لئے ایک بار پھر ماضی کی طرح ان کانفرنسوں اور جلسوں کا سہارا لیا ہے، جن کی برکت سے فتنہ قادیان اپنے انجام کو پہنچا تھا، چونکہ ہماری نئی نسل اور نوجوان طبقہ قریب قریب اس فتنہ سے اب ناآشنا ہو چکا تھا، اس لئے ملک بھر کے بڑے بڑے شہروں میں عظیم الشان کانفرنسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے، ان میں شرکت کرنا، ان کو کامیاب بنانا ہمارا اولین فرض ہے انشاء اللہ یہ امت کی ہدایت و راہنمائی اور قادیانی فتنہ کی سرکوبی کا سنگ میل ہوں گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تحفظ ناموس رسالت ﷺ اہمیت اور ضرورت

کام کرنے کے مختلف میدان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ہر سال کی طرح امسال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام کراچی کے مختلف مقامات لانڈھی، ملیر، میٹروول تھرڈ، بلدیہ ٹاؤن اور نارتھ کراچی وغیرہ میں علاقائی جلسوں اور کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔

ان کانفرنسوں میں مقامی علماء، زعما اور راہنماؤں کے علاوہ مرکزی دفتر ملتان سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، سرگودھا سے مولانا محمد رضوان اسامہ اور لاہور سے شاعر ختم نبوت جناب سید سلمان گیلانی نے شرکت فرماکر، چار چاند لگادیئے۔

اس طرح ہر سال کی طرح اس سال بھی کراچی کے طلبا، علماء، عوام اور کارکنان ختم نبوت نے ان کانفرنسوں کی تیاری میں مثالی ذوق، شوق اور محنت و [illegible]سن کا [illegible]ہ کیا۔ کانفرنسوں کی تاریخ کا تعین اور اعلان ہوتے ہی ان مخلصین نے رات دن ایک کرکے ان کانفرنسوں کی تیاری شروع کردی، چنانچہ جہاں سرکاری سطح پر جگہ کی منظوری کی ضرورت تھی وہاں کی اجازت لی گئی، جہاں کوئی رکاوٹ تھی پوری قوت سے اس کو ہٹایا گیا، اسی طرح اسپیکر، ڈیک، شامیانے، دریاں، سیکورٹی اور مہمانوں کی آمدورفت اور خورد ونوش کا رضا کارانہ انتظام کیا گیا، بلاشبہ یہ ان حضرات کے خلوص، اخلاص، لگن اور نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت، وارفتگی اور جذبہ عشق کی برکت تھی کہ ہر ہر علاقہ کی کانفرنس ہر اعتبار سے اپنی مثال آپ تھی، اور وہاں کے کارکنوں کے انتظامات قابل رشک تھے۔ خصوصاً جن جن علاقوں میں قادیانیت کے جراثیم تھے، وہاں کے رفقا کی مسرت وشادمانی

مولانا سعید احمد جلال پوری

قابل دید تھی۔

اس سلسلہ کی سب سے آخری کانفرنس بلدیہ ٹاؤن کی تھی، جس میں بھرپور عوامی نمائندگی تھی اسی طرح شادمان ٹاؤن نارتھ کراچی کی وسیع وعریض مسجد باب رحمت کا مجمع بھی اپنی مثال آپ تھا، جبکہ میٹروول تھرڈ اور ملیر کے کھلے پنڈال کا مجمع بھی تاحد نظر پھیلا ہوا تھا۔

یوں تو ہر سال ان کانفرنسوں میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی کثیر تعداد شامل ہوتی ہے، مگر اس سال عوامی جوش وجذبہ پہلے سے افزوں تر تھا۔

ہمارے خیال میں اس کے دوسرے اسباب و عوامل میں سے ایک یہ بھی تھا کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے قادیانی اپنی کمین گاہوں سے نکل آئے ہیں، اسی طرح قادیانی جارحیت، ظلم وتشدد اور ارتدادی تحریک نے بھی جلتی پر تیل کا کام دیا۔

یوں تو ہر علاقہ اور حلقہ کے حضرات کی مساعی قابل دید تھیں، مگر دہلی کالونی اور دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کے رفقاء کا ہر ہر جلسہ میں شریک ہونا بہرحال لائق ستائش تھا۔

جامع مسجد باب رحمت شادمان ٹاؤن نارتھ کراچی میں اس سلسلہ کا یہ پہلا پروگرام تھا اور اس کے قرب وجوار میں قادیانی جراثیم بھی تھے، اس لئے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے جہاں دوسرے اسباب ووسائل اختیار کئے گئے، وہاں یہ نظم بھی اپنایا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ایک دعوت نامہ مرتب کرکے علاقہ کے علما، صلحا، ارباب مساجد، مدارس کو پہنچایا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ کانفرنس سے قبل علاقہ بھر کے علماء کو جمع کرکے ان کے سامنے اس مسئلہ کی اہمیت وضرورت اور اس سے غفلت ولاپرواہی کے نقصانات اور سنگین خطرات سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ حسب پروگرام مجلس کی دعوت پر جامع مسجد باب رحمت اور مدرسہ امام ابو یوسف شادمان ٹاؤن نارتھ کراچی میں علاقہ کے علماء کا نمائندہ اجلاس منعقد ہوا، اس اجلاس میں درج ذیل علماء شریک ہوئے:

مولانا محمد احمد مدنی جامعہ محمودیہ مدنیہ بفرزون، مولانا امیر عمر بفرزون، مولانا مفتی امیر الدین مسلم ٹاؤن، مولانا محمد سعد اللہ آدم ٹاؤن، مولانا غلام مصطفی شیخ الحدیث جامعہ انوار القرآن، مولانا محب اللہ بلتی مسجد نارتھ ناظم آباد، مولانا محمد اشفاق مدرسہ امام ابو یوسف، مولانا منور حسین مدرسہ امام ابو یوسف، امام و خطیب صاحب جامع مسجد شادمان ٹاؤن، قاری یار محمد

کے بی آر، مولانا غلام محمد جامع مسجد ابوبکر صدیق
۱۱۔بی نارتھ کراچی، مولانا محمد عمر جامع مسجد دارالسلام
۱۱۔بی نارتھ کراچی، مولانا ذیشان احمد جامع مسجد
۱۱۔ بینارتھ کراچی، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم الحروف کے علاوہ دوسرے کئی ایک حضرات۔

شرکائے اجلاس اور علاقہ بھر کے نمائندہ علماء کرام نے اس علاقہ میں کانفرنس کے انعقاد پر جہاں از حد خوشی و مسرت کا اظہار کیا، وہاں انہوں نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ اس قسم کے اجلاس وقتاً فوقتاً ہوتے رہیں تاکہ علاقہ بھر کے علماء کا آپس میں ربط و تعلق رہے اور ایک دوسرے کے مسائل کا پتہ چلتا رہے تاکہ متفقہ طور پر ان کے حل کرنے کی سعی و کوشش ہوتی رہے۔

ان سب حضرات نے اس پر بھی زور دیا کہ ہمارے اتحاد و اتفاق اور باہمی ربط وضبط سے جہاں اسلام دشمنوں کے عزائم خاک میں ملیں گے وہاں ہمیں بھی پتہ ہوگا کہ اعدائے اسلام کہاں کہاں، کن کن سازشوں اور زیر زمین منصوبوں میں مصروف ہیں۔

بہر حال اجلاس میں کانفرنس کی کامیابی کے سلسلہ میں طے پایا کہ جو حضرات یہاں موجود ہیں وہ اپنے طور پر ان تمام حضرات کو بھی اس کام کی طرف متوجہ کریں گے اور اپنے اپنے حلقہ کی عوام کو بیدار کریں گے۔

چنانچہ اس حکمت عملی کا خاطر خواہ نفع ہوا اور اس علاقہ میں پہلی بار منعقد ہونے والی کانفرنس توقعات سے زیادہ کامیاب ہوئی۔

ان کانفرنسوں کے کامیاب انعقاد اور اس سے فراغت کے بعد طے ہوا کہ جہاں جہاں کے کارکنوں اور جن جن علاقوں کے علماء، صلحاء اور زعما نے کانفرنسوں کے انعقاد اور کامیابی کے سلسلہ میں کسی بھی طرح کا حصہ لیا ہے ان کی حوصلہ افزائی اور ان کے اعزاز میں ایک بار پھر جامع مسجد باب رحمت شادمان ٹاؤن میں اجلاس رکھا جائے، چنانچہ بتاریخ ۱۸/ مارچ ۲۰۰۹ء بروز بدھ بعد نماز مغرب تا عشاء اجلاس کا فیصلہ کیا گیا بحمداللہ ان تمام علاقوں کے تمام حضرات نے ذوق و شوق سے اس اجلاس میں شرکت کی، اجلاس کی صدارت کے لئے سلسلہ رائے پور کے سرخیل قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا سید انور حسین نفیس رقم کے خلیفہ مجاز اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے تخصص فی الحدیث کے مشرف حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب زیدمجدہ کو تکلیف دی گئی، اس اجلاس میں قریب قریب ایک سو سے زائد رفقاء نے شرکت کی، جس میں مجلس کے مبلغ حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن ٹنڈو آدم اور راقم الحروف نے مسئلہ کی اہمیت کارکنان کی حوصلہ افزائی اور آئندہ کے لائحہ عمل اور کام کرنے کی صورتوں کے بارہ میں تفصیل سے عرض کیا۔

اس اجتماع میں اجلاس کی غرض وغایت، تشکر و امتنان کے علاوہ مندرجہ ذیل خطوط پر کام کرنے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے عرض کیا گیا:

آج کا ہمارا یہ اجتماع بارگاہ الٰہی میں اظہار تشکر اور آپ حضرات کی شبانہ روز جہد مسلسل کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے منعقد کیا گیا ہے، آپ حضرات کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کو کامیاب کرنے میں مثالی کردار ادا کرنا قابل صد ستائش ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے رفقاء کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ان پروگراموں کو قبولیت عامہ اور تامہ نصیب فرمائے۔ اس معروضۂ میں اجمالی طور پر ان خطوط اور رہنما اصولوں کو آپ کے سامنے لایا جاتا ہے، جن کی روشنی میں ہم تحفظ ختم نبوت کا کام کرسکیں۔ تفصیلات بعد کے کسی اور اجلاس میں عرض کی جائیں گے۔ تاہم مختصراً عرض ہے کہ درج ذیل خطوط پر کام کیا جائے:

۱:...... علاقہ میں اتحاد بین المسلمین کی فضا قائم کی جائے۔

۲:...... تحفظ ختم نبوت کے لئے علماء کرام کا باہمی ربط، میل ملاقات اور آپس کا جوڑ رکھا جائے۔

۳:...... رسائل، اخبارات میں مضامین لکھنے والوں سے رابطہ کیا جائے۔

۴:...... علاقہ میں موجود مشائخ طریقت، پیر صاحبان سے رابطہ، دعاؤں کی درخواست اور سرپرستی کی استدعا کی جائے۔

۵:...... معززین علاقہ، سیاستدان، ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ وغیرہ.... تمام طبقات کے لوگوں سے رابطہ کیا جائے۔

۶:...... اسکول کالج، یونیورسٹی اور مدارس دینیہ کے طلبا کرام کو تحفظ ناموس رسالت کے لئے فکرمند کیا جائے۔

۷:...... طلبا، طالبات کے لئے سمر کورس، برائے ردقادیانیت کا انتظام کیا جائے۔

۸:...... ختم نبوت خط و کتابت کورس پوسٹ بکس نمبر 1347 اسلام آباد کی طرف متوجہ کیا جائے اور اس کو تبلیغ کے

لئے استعمال کیا جائے۔

۹:..... خطبات ختم نبوت کا اہتمام کیا جائے۔

۱۰:......دروس ختم نبوت کا اہتمام ہونا چاہئے۔

۱۱:...... سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس چناب نگر کے لئے طلبا کو تیار کر کے بھیجا جائے۔

۱۲:...... سالانہ چھٹیوں میں کراچی کی سطح پر ریفریشر کورسز کا اہتمام کیا جائے۔

۱۳:......ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد۔

۱۴:......دنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے سیمینار کا اہتمام کرنا۔

۱۵:......رد قادیانیت پر ہفتہ وار لٹریچر کی فری تقسیم جو مرکز سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱۶:......ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک ملتان کے خریدار بنانا۔

۱۷:......اپنی مساجد، مدارس میں تحفظ ختم نبوت لائبریری کا قیام اور اس کے استفادہ کا نظام الاوقات۔

۱۸:......علاقہ میں موجود قادیانیوں پر نظر اور ان کی حتمی فہرست تیار کرنا۔

۱۹:...... قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ، اس کے لئے رائے عامہ کو ہموار کرنا۔

۲۰:......اپنے علاقہ میں نوجوان دوستوں کو ختم نبوت کے کام کے لئے تیار کرنا ان کی ممبر شپ کرنا۔

۲۱:...... رد قادیانیت کے عنوانات پر تقریری مقابلہ کا انعقاد۔

۲۲:......اسلامی مکاتب فکر کے مقتدر حضرات سے رابطہ اور پروگرام میں شرکت کی دعوت۔

۲۳:......ختم نبوت کورز پروگرام وغیرہ، جتنا بھی ممکنہ صورتیں ہوں اپنا کر تحفظ ناموس رسالت کی اہمیت اور قادیانیت سے نفرت کو اجاگر کیا جائے۔

بلاشبہ اگر مذکورہ بالا نقاط کو پیش نظر رکھ کر مدرسہ، مسجد، اسکول، کالج، ادارے، محلے، علاقے اور دفتر کی سطح پر کام کیا جائے تو یقیناً اس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے، اور اس سے بڑوں، بچوں، مردوں اور عورتوں میں اس فتنہ سے متعلق آگاہی اور رائے عامہ ہموار ہوگی۔

دراصل آج کل مسلمانوں میں ایک کمزوری در آئی ہے وہ یہ کہ ہم کام نہیں کر سکتے، اور اگر کرنا بھی چاہیں تو اس کی ترتیب کیا ہونی چاہئے؟ مندرجہ بالا چارٹ کی مدد سے ہر انسان اپنے اپنے اوقات، مصروفیات اور ضروریات کو دیکھ کر اپنے لئے کام کا کوئی میدان با آسانی متعین کر سکتا ہے۔

اجلاس کے اختتام پر صدر اجلاس حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی زید مجدہ نے نہایت دھیمے انداز میں اس کام کی اہمیت، ضرورت، اکابر اسلام کی کاوشوں قربانیوں کے علاوہ کام کرنے کے مندرجہ بالا پہلوؤں پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ: اپنے دوسرے کاموں کے ساتھ ساتھ اس کام کو بھی وقت دیا جائے۔

آخر میں دعا کے بعد اجلاس بخیر وخوبی انجام کو پہنچا شرکاء اجلاس نے نماز عشاء باجماعت ادا فرمائی اور ماحضر تناول فرمانے کے بعد ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے سلسلہ میں نئے ولولہ اور جذبہ کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نصیب فرمائے اور ہمیں اپنے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے کام سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

جامع مسجد کوثر لنڈا بازار لاہور میں محفل ذکر حبیب خدا سے مرکزی ناظم اعلیٰ کا خطاب

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ مسلمانان پاک وہند نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کر کے خیر القرون کے مسلمانوں کی یاد تازہ کردی، وہ یہاں لنڈا بازار کی جامع مسجد کوثر میں منعقدہ محفل ذکر حبیب خدا کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا محمد حسن نے کی، انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کی بنیاد امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین حضرت صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کی عظیم الشان قربانی پیش کر کے رکھ دی تھی۔ خلیفۃ الرسولؐ نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والے بیس ہزار سے زائد مسیلمیوں کو قتل کرا کے بتلا دیا کہ رحمت عالم ﷺ کی مسند نبوت پر کسی کذاب ودجال کو برداشت نہیں کیا جاسکتا، محفل سے میاں عبدالرحمن، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد حسن، قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا سید محمد اسماعیل شاہ کاظمی نے خطاب کیا جبکہ تلاوت سید انوار الحسن شاہ نے کی اور نعتیہ کلام سید سلمان گیلانی، محمد آصف رشیدی، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا عثمان قصوری نے پیش کیا۔

قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر

ڈاکٹر شاہد قمر قاضی

اہل عرب کو فصاحت و بلاغت کا ایک قدرتی مذاق حاصل تھا۔ مرد، عورت، چھوٹے، بڑے، غلام اور آقا سب ہی اس چاشنی سے آشنا تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے مقابلے میں غیر عرب کو عجمی یعنی گونگا خیال کرتے تھے۔ ان کے شاعر اور خطیب خاص طور پر قادر الکلام ہوتے تھے۔ ان کو اپنی شیریں بیانی اور سلاست پر بڑا ناز تھا۔ لوگ ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ فصاحت و بلاغت اور قادر الکلامی کی بنا پر انہیں ساحر اور فرشتوں اور شیطانوں کا دوست سمجھا جاتا تھا۔

لیکن جب قرآن نازل ہوا تو اس کے اسلوب بیان کو دیکھ کر سب فصحا و بلغائے عرب حیران رہ گئے کیونکہ الفاظ کی بندش، تراکیب کی نزاکت، کلمات کی لطافت میں قرآن شعراء و بلغاء کے کلام سے کہیں بلند ہے، باوجود اس بات کے کہ قرآن مجید نے کفار و مشرکین کو بار بار چیلنج دیا کہ قرآن کی سی ایک سورت بنا کر لائیں، مگر کسی کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی، ایک دفعہ کسی صحابی نے شعرائے عرب کو قرآنی بلاغت سے آشنا کرنے کے لئے ”سورۂ کوثر“ لکھ کر دیوار کعبہ پر لگادی، شعراء نہایت غور سے پڑھتے لیکن دم نہیں مار سکتے تھے، آخر ایک بڑے شاعر نے یہ جملہ لکھ دیا:

”بخدا! یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔“

قرآن مجید کی ان معجزانہ خوبیوں میں سے ایک اس کی بے پناہ تاثیر ہے، جس کا اعتراف دشمنان اسلام تک نے کیا ہے، بہتوں نے قرآن پاک کی صرف ایک آیت سے متاثر ہوکر اپنا سرمایہ حیات قربان کردیا۔ قرآن کی اس قوت و تاثیر اور موثر از بیان کے بارے میں چند تاریخی حقائق مذکور ہیں:

ا:...... طفیل بن عمرو دوسی ایک مشہور شاعر تھا، جب مکہ آیا تھا تو کفار مکہ نے اس سے کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام (قرآن) ہرگز نہ سننا، کیونکہ اس کا کلام جادو کا اثر رکھتا ہے، کہیں تم پر بھی یہ جادو نہ چل جائے۔ شاعر کہتا ہے کہ مجھے کفار مکہ نے اتنا مجبور کیا کہ میں اس بات پر راضی ہوگیا کہ حضرت سے بات کروں گا اور نہ قرآن سنوں گا۔ علی الصبح جب خانہ کعبہ کے پاس سے گزرنے لگا تو میں نے اپنے کانوں میں کپڑا ٹھونس لیا کہ کہیں میرے کان میں قرآن کے الفاظ نہ پڑ جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز میں مشغول تھے، میں وہاں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرا اور میں نے سوچا کہ میں ایک عظیم شاعر ہوں اور سحر و فصاحت میں امتیاز کرسکتا ہوں، مجھے نہیں ڈرنا چاہئے، اگر ان کا کلام اچھا ہوا تو اسے قبول کرلوں گا اور خراب ہوا تو اسے ترک کردوں گا۔ میں نے جب کانوں سے کپڑا نکالا اور ان آیات کو سنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرمارہے تھے تو مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ فوراً دربار نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی: بخدا میں نے اس سے بہتر کلام کبھی نہیں سنا، چنانچہ میں نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔

۲:...... ابونعیم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث نے قریش کی اسلام دشمنی کو دیکھ کر ان سے کہا کہ اے قریش! جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کم عمر تھے تو تم سب سے بہتر تھے اور تم سب سے زیادہ راست گو تھے، اب جب ان کے بال سفید ہوگئے ہیں اور وہ تمہیں اپنے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں تو تم ان کو جادوگر کہتے ہو، ہم نے ساحروں کا منتر دیکھا ہے، تم کہتے ہو کہ وہ شاعر ہے واللہ! وہ شاعر نہیں۔ ہم شعراء کا کلام بھی پرکھ سکتے ہیں، تم کہتے ہو کہ نعوذ باللہ ان پر شیطان اترتا ہے، واللہ! ایسی بات بھی نہیں ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وسوسہ اور پریشانی بھی نہیں ہے، بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑے امر کے ساتھ آئے ہیں، تمہارا فرض ہے کہ اس میں غور و فکر کرو اور اس کی تہہ تک پہنچو۔

۳:...... ولید بن مغیرہ ایک بے نظیر محقق اور شاعر تھے اور کسی کو قصائد و اشعار میں اپنا ہمعصر نہیں سمجھتا تھا، متعصب بھی بلا کا تھا اسے اسلام سے دلی دشمنی تھی۔ ابوجہل کے ساتھ شامل ہوکر اس نے جس طرح مسلمانوں کو تکالیف پہنچائیں، اس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ایک دفعہ قریش نے اسے دولت و ثروت کی طمع دلاکر قرآن مجید جیسا کلام پیش کرنے پر مجبور کیا تو اس نے مجبور ہوکر قرآن مجید کی فضیلت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

”اے قریش! تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر کہا، واللہ! وہ ہرگز ساحر نہیں، میں نے سحر اور جھاڑ پھونک دیکھا ہے، تم نے ان کو شاعر کہا، خدا کی قسم! وہ شاعر بھی نہیں،

میں شعر کی ہر صفت کا ماہر ہوں' تم نے ان کو مجنوں کہا' وہ مجنوں ہرگز نہیں' میں نے مجنوں اور اس کی کیفیات کا مشاہدہ کیا ہے' اے قریش! اپنے موقف پر غور کرو' یہ کوئی امر عظیم ہے جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے۔"

۴:...... اسی ولید بن مغیرہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو: "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون." پڑھتے سنا تو پکار اٹھا: بخدا یہ کلام شیریں ہے' اس میں حسن وخوبی کوٹ کوٹ کر بھری ہے' یہ سرتا پا شاداب درخت کی مانند ہے' انسان کی طاقت نہیں کہ اتنا بلیغ کلام کہہ سکے۔"

۵:...... دور جاہلیت کے ایک مشہور شاعر لبید بن ربیعہ نے جس کا شمار اصحاب معلقات میں ہوتا ہے' جب قرآن مجید کی ایک سورت کو کعبہ میں آویزاں دیکھا تو قرآن کی فصاحت و بلاغت اور اس کے موثر اسلوب بیان کی وجہ سے اسے فوراً یقین ہوگیا کہ یہ کلام خدا ہے۔ چنانچہ وہ فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں کی صف میں شامل ہوگیا۔

۶:...... ضماد الازدی بن ثعلبہ یمن کے رہنے والے تھے اور جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے' یہ سن کر نعوذ باللہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" دیوانے ہوگئے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج کے لئے آئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روبرو مختصر الفاظ میں خدا کی حمد بیان کی' انہوں نے کلمہ شہادت آپ سے سنا اور بالآخر پکار اٹھے: خدا کی قسم! میں نے کاہنوں کی بولی' جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں' لیکن آپ کا کلام کچھ اور ہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے لئے ہاتھ بڑھایئے کہ میں اسلام کی بیعت کرلوں۔

۷:...... نجاشی شاہ حبشہ کے سامنے جب حضرت جعفر طیارؓ نے سورۂ مریم تلاوت فرمائی تو بادشاہ اتنا متاثر ہوا کہ رونے لگا اور کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی رسول ہیں' جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی' اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ان کا زمانہ ملا۔

قرآن پاک نے اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تو ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہے کہ ان سے آنسو رواں ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آتے ہیں' گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔" (المائدہ)

نجاشی نے یہ بھی کہا: خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک چراغ دو چہرہ ہیں۔

حضرت عمر کے قبول اسلام کا واقعہ زبان زد خاص و عام ہے۔ وہ قرآن مجید کی چند آیات سن کر اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کرلیا۔

زمانہ جاہلیت کے فضلاء پر قرآن مجید کے نادر اسلوب اور عدیم النظیر فصاحت و بلاغت نے جو معجزانہ اثر ڈالا اس کا مختصر تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ مختلف ادوار میں قرآنی بلاغت لوگوں کو اس طرح متاثر کرتی رہی کہ اکابر صوفیاء اور ائمہ دین کے قرآن کے ساتھ شغف وعشق اور قرآنی آیات سے متاثر ہونے کی نادر حکایات تذکرے کی کتابوں میں موجود ہیں۔ بعض بزرگوں پر تو قرآنی بلاغت نے اتنا اثر ڈالا کہ قرآن پڑھتے پڑھتے بے خود ہوکر دنیا سے کوچ کر گئے۔

دور حاضر کے غیر مسلم دانشوروں پر بھی قرآن مجید نے گہرا اثر ڈالا' اگرچہ انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا تاہم قرآن مجید کی تاثیر کے بارے میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار اپنی تالیفات میں کیا ہے' اس مختصر سے مضمون میں فضلاء و محققین یورپ کی قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر شہادتوں کا تذکرہ ممکن نہیں۔ روس کے نامور محقق کونٹ ٹالسٹائی' فرانس کے متبحر عالم ڈاکٹر لیبان' ہیروز اینڈ ورشپ کے مولف ٹامس کارلائل' "ڈاؤن فال آف دی رومن ایپلوجی فار محمد" کے مولف سرایڈورڈ گبن کے مصنف جن ڈیون پورٹ' قرآن مجید کے انگریزی مترجم جارج سیل' ڈاکٹر لائنز اور دیگر مستشرقین قرآن مجید کی فصاحت اور اس کی سحر آفرینی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ دور حاضر کے مشہور برطانوی مستشرق پروفیسر اے جے آربری نے قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ "دی قرآن انٹرپریٹڈ" کے نام سے کیا ہے۔ اس ترجمے کے مقدمے میں پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ' یہ کام میں نے شدید ذہنی پریشانی کے عالم میں شروع کیا تھا لیکن اس عظیم کتاب کی برکت سے میری ساری پریشانیاں دور ہوگئیں۔" فصاحت و بلاغت کے علاوہ قرآن مجید کی معجزانہ تاثیر کا ایک اور سبب اس کی جامعیت ہے۔ دنیا کے جتنے آسمانی صحیفے اس وقت کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں ان میں سے قرآن کے سوا دیگر سب جامعیت کے وصف سے محروم ہیں۔ توریت اقوام عالم کی تاریخ اور احکام وقوانین کا مجموعہ ہے۔ زبور دعاؤں اور مناجاتوں کا ذخیرہ ہے۔ سفر ایوب میں صرف مواعظ وحکم پر مشتمل ہیں۔ انجیل صرف حضرت مسیح کی سرگزشت اور اخلاقی تعلیمات کا مجموعہ ہے' لیکن قرآن مجید ان سب کا جامع ہے وہ تاریخ اقوام بھی ہے اور اخلاق و مواعظ بھی' اس میں دعائیں بھی ہیں اور مناجاتیں بھی اور دین کامل کے تمام عقائد بھی اس میں عبادات کے مراسم بھی ہیں اور معاملات کے لئے احکام وفرامین بھی۔ غرض یہ کہ ایک مسلمان کی زندگی کے ہر دور اور ہر شعبے کے لئے اس میں کامل ہدایات اور واضح تعلیمات موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کی ہر ضرورت کی کفیل اور ہر سوال کا جواب ہے۔ ☆☆☆

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا حافظ فضل الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارحموا من فی الارض یرحکم من فی السماء۔" (الترمذی)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔"

اللہ ارحم الراحمین نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات رحیم نے رحمت بنا کر بھیجنے کے ساتھ ساتھ پیغمبر رحمت بھی بنا کر بھیجا، رسالت کے تقاضوں میں شان رحیمی کو عام کرنا بھی شامل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں اور تمام مخلوق کے لئے کیسے رحمت بنے؟ سیرت طیبہ کا ایک ایک پہلو روشن ہے، آپ کی رحمت سے انسانیت کے ہر فرد نے فیض پایا چاہے وہ آپ کا دوست تھا یا دشمن، کافر تھا یا مسلمان، بچہ تھا یا بوڑھا، آقا تھا یا غلام، مرد ہو یا عورت، آپ مکمل طور پر رحمۃ للعالمین تھے، چاہے عالم انسان کا مطالعہ کیجئے یا عالم حیوانات کا، عالم نباتات ہو یا عالم جمادات، عالم ملائکہ ہو یا عالم جنات، ہر جہان پر رحمت کے نقوش موجود ہیں۔

اُمت کے لئے رحمت کا نقش اس موقع پر بہت گہرا دکھائی دیتا ہے جب کسی روز آندھی یا گھٹا آسمان پر چھا جاتی تو آپ کے چہرۂ مبارک پر غم و فکر کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ آپ بے چینی سے کبھی آگے بڑھتے کبھی پیچھے ہٹتے، آپ کو یہ فکر ہونے لگا کہ کہیں یہ عذاب کی آندھی یا عذاب والے بادل نہ ہوں، جن سے پہلے قومیں تباہ ہو چکی تھیں، جب بارش ہوتی تو آپ پُر مسرت و خوشی طاری ہو جاتی۔

جہاں کسی پر بے بسی اور بے کسی دیکھی وہاں پر ابرِ رحمت خوب برسا، خود تعاون فرمایا، دوسروں کو تعاون کا حکم دیا، بے حساب ثواب کی بشارتیں سنائیں، یتیم پر اتنی رحمت برسائی کہ آج امت اگر آپ کے نقش قدم پر دو قدم بھی چلے تو یتیم کے دل سے یتیمی کا احساس ہی ختم ہو جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے، اس کے ہر اس بال کے بدلے میں نیکیاں ملتی ہیں جس پر اس کا ہاتھ پڑتا ہے۔"

غریبوں سے محبت کا سبق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیتے ہوئے فرمایا:

"اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھ اور ان کو اپنے قریب کر، خدا تجھے قیامت کے دن اپنے قریب کرے گا۔"

بچوں پر رحمت و شفقت کے نشانات چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں، کسی بدو نے بچوں کو پیار کرتے دیکھ کر حیرانگی ظاہر کی اور کہا: ہم تو ایسا نہیں کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ تمہارے دل سے رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

بیچے اور خریدے جانے والے انسان جنہیں غلام کہا جاتا ہے، ان پر رحمت و مہربانی کے اعلیٰ ترین نمونے سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔ زبان سے بھی فرمایا، عملاً کر کے بھی دکھایا کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جو تم خود کھاؤ وہ انہیں بھی کھلاؤ، جو تم پہنو انہیں بھی پہناؤ، آپ کی ملکیت میں غلام آتے تو آزادی کا پروانہ لے کر جاتے، زید بن حارثہ غلام ہی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد فرما دیا، ان کے باپ انہیں لینے آئے تو انہوں نے واپسی سے انکار کر دیا اور رحمۃ للعالمین کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی۔

ایک شخص نے پوچھ لیا: یا رسول اللہ! میں غلام کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ بار بار پوچھا، جواب میں خاموشی چھائی رہی، تیسری بار سوال کے جواب میں رحمت سے بھرپور جواب ارشاد فرمایا کہ: "ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔"

جب عورت کے مقدس مرتبہ پر نظر ڈالیں تو اس صنف کے ہر مرحلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جھلکتی نظر آتی ہے، جب یہ عورت دنیا میں بیٹی کی صورت میں قدم رکھتی تھی تو زندہ مٹی تلے دبایا جاتا، باپ کے لئے بدنما داغ معاشرہ پر بوجھ سمجھا جاتا، رحمۃ للعالمین یہ ارشاد باری تعالیٰ لے کر آئے: "لا تقتلوا اولادکم" ...اپنی اولاد کو قتل نہ کرو... قیامت کے روز پوچھا جائے گا، اس زندہ درگور لڑکی

سے"واذا الموودۃ سئلت. بای ذنب قتلت"
کہ تجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا، آج ہمارے معاشرے میں بھی لڑکی کی پیدائش پر اظہار افسوس کیا جاتا ہے، لیکن رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی پرورش کرے، انہیں ادب سکھائے، پھر ان کی شادی کردے، ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت کی بشارت ہے، جب یہ عورت بیوی کے روپ میں نظر آئے تو رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا کہ بیوی کے منہ میں ایک لقمہ بھی دوگے تو وہ بھی صدقہ اور ثواب کا باعث ہوگا، جب یہ عورت ماں کے مقدس رشتہ میں پہنچی تو ارشاد فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

گزشتہ امتوں میں جب کسی سے گناہ سرزد ہوجاتا تو اس گناہ کی توبہ بڑی سخت ہوتی تھی، جب تک وہ انسان اپنے آپ کو مار کر ختم نہ کردیتا وہ گناہ اس کے کندھوں پر رہتا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہگاروں کے لئے بھی رحمت بن کر آئے اور توبہ کا اتنا آسان طریقہ بتایا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سرزد ہوجائے تو دونوں ہاتھ دعا کی صورت میں اُٹھا کر دل سے معافی مانگ لی جائے، آنکھوں سے ندامت کے آنسو بہادیے جائیں، یہ انسان ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ ارشاد فرمایا:

"الا تائب من الذنب کمن
لاذنب لہ۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کافروں تک کے حق میں جوش مارتی رہتی تھی، ان کی نجات کا فکر ہر وقت دامن گیر رہتا، کفار کی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے یہ لوگ شرک وکفر سے باز نہیں آتے اور قیامت کے روز دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

قرآن کریم میں اللہ عزوجل نے اسی کیفیت کو بیان فرمایا:

"لعلک باخع نفسک الا
یکونوا مومنین۔"

ترجمہ:"اگر یہ کفار ایمان نہ لائے تو شاید آپؐ اپنی جان بھی دے دیں۔"

پہلی امتوں پر نافرمانی کی وجہ سے عذاب نازل ہوتا تھا لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کفار دنیوی عذاب سے محفوظ ہوگئے۔

دین اسلام کی مخالفت کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے جہاد میں فرمایا، مختلف اقدامات میں مختلف اسباب کی بنا پر کفار کے ساتھ جنگیں ہوئیں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو بھی رحمت بنادیا، یہ جنگ کیسے رحمت بنی؟ اس کے لئے ہمیں قبل از اسلام جنگی طریقوں کا اسلامی طریقوں اور اصولوں سے موازنہ کرنا ہوگا، اسلام سے پہلے جنگ کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ کوئی قوم بھی کسی قوم پر چڑھائی کرتی تو اس کا آخری نقطۂ نظر مخالف قوم کا نام ونشان مٹانا ہوتا تھا، دشمن کا ہر فرد قابل گردن زدنی تھا، فوجوں کی پیش قدمی میں فصلوں کی تباہی، باغات کی بربادی، عمارات کو گرانا، عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کی بے حرمتی اور عزت وآبرو کو پامال کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا، بستیوں کی لوٹ مار، آتش زنی، قتل عام ایک معمول بن چکا تھا، اس وقت فوجی نظام اخلاقی حدود اور پابندیوں سے بالکل آزاد تھا، لیکن جب رحمۃ للعالمین تشریف لائے تو آپ نے جنگ کا ایک نیا تصور پیش فرمایا اور دفع شر یعنی بُرائی کو دور کرنے کو مقصد جنگ بنایا، پھر جنگ کا نام جنگ نہ رہا بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا نام دیا، یعنی اللہ کے راستہ میں محنت اور کوشش کرنا، فی سبیل اللہ کے لفظ ہی سے واضح کردیا کہ یہ جہاد نفس کی خواہش، کسی ملک کی تسخیر یا اقتدار حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے احکام کو جاری کرنے اور شر کو دور کرنے کی خاطر ہوگا، آپؐ نے جہاد کے دوران بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے منع فرمایا، درختوں کو اکھاڑنے، فصلوں کو اجاڑنے اور عمارتوں کو تباہ کرنے سے منع فرمایا، اسی تربیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جنگ بھی رحمت بن گئی، اس کی ایک بہت واضح دلیل یہ بھی سامنے آئی کہ عہد نبویؐ میں دس سال کے دوران تقریباً دس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا جس میں یقیناً کئی ملین آبادی تھی، جب یومیہ اوسط نکالی گئی تو معلوم ہوا کہ روزانہ تقریباً ۲۷۴ مربع میل کی اوسط سے دس سال تک فتوحات کا سلسلہ ہجرت سے وفات تک جاری رہا، لیکن دشمن کے کل افراد جو قتل ہوئے دس سال کے عرصہ میں جب ان کی اوسط نکالی گئی تو معلوم ہوا کہ دشمن کا ماہانہ ایک آدمی قتل ہوا اور مسلمانوں کا نقصان اس سے بھی کم ہوا یہ سب رحمۃ للعالمین کی رحمت ہی کی برکات ہیں۔

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں تو عالم حیوانات پر بھی اس کے نمونے موجود ہیں، اپنے صحابیؓ کے ہاتھ میں پرندے کے بچے چادر میں لپیٹے ہوئے دیکھ کر حکم دیا جاؤ ان کی جگہ پر رکھ آؤ۔ ایک انصاری کے باغ میں گزر ہوا، آپ کو دیکھ کر اونٹ بلبلایا، آپؐ نے اس کی گردن پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، مالک کو بلا کر سمجھایا کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو، اپنے جانوروں کو آپس میں لڑانے اور تماشا دیکھنے سے منع فرمایا، جانوروں پر نشانہ بازی سیکھنے سے، جانوروں کے چہروں پر داغ لگانے سے منع فرمایا اور یوں عالم حیوانات کے لئے باعث رحمت ہوئے۔ عالم نباتات اور عالم جمادات کو بھی رحمۃ للعالمین کے انوارات سے حصہ ملا، زمین پیاسی ہوئی، درخت سوکھنے لگے، آپ ہاتھ اٹھاتے، باران رحمت کا نزول ہوتا ہے، مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہر قسم کے نباتات لہلہانے لگتے، عالم جنات اور عالم ملائکہ نے

بھی رحمۃ للعالمینؐ سے فیوض و برکات حاصل کیں جن کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے، آج کا انسان بھی اگر رحمۃ للعالمینؐ کے شیریں چشمہ سے سیراب ہونا چاہے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا، جب ہی یہ انسان معاشرہ کے لئے باعث رحمت ہوگا اور معاشرہ اور پوری کائنات اس انسان کے لئے باعث رحمت بنے گی اور پھر پوری کائنات کا خالق و مالک بھی اس بندہ پر رحمت کی اور مہربانی کی بارش برسائے گا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

ارحموا من فی الارض
یرحمکم من فی السماء۔" (الترمذی)

ترجمہ: "تم اُن پر رحم کرو جو زمین میں ہیں تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے۔"

☆☆.........☆☆

حضور اکرم ﷺ کے خطبات و معجزات

مولانا محمد اسمٰعیل ریحان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات آپ کی سیرت کا ایک اہم گوشہ ہے، آپ کو افصح العرب کہا جاتا ہے، آپؐ کے خطبات فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں، جس کا ہر ہر حرف سراپا رہنمائی و ہدایت ہے، یہاں صرف جھلک کے طور پر دو خطبے نقل کئے جارہے ہیں، ایک سب سے پہلا اور دوسرا سب سے آخری۔

زندگی کا سب سے پہلا خطبہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قریش کو جمع کرکے ایک خطبہ دینا چاہا، آپؐ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا: "اے صبح کے اٹھنے والو۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو عرب میں اُس وقت بولے جاتے تھے جب صبح کے وقت کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلے پر اچانک حملے کے لئے ٹوٹ پڑتا، تمام لوگ یہ سُن کر چونک اٹھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہوگئے، آپؐ نے فرمایا: "بتاؤ! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک فوج آکر تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو کیا تم مان لوگے؟"

سب نے جواب دیا: "یقیناً... کیوں کہ اب تک آپ کی نسبت ہمیں کسی قسم کے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا۔"

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اقرار لے لیا تو فرمایا: "میں تمہیں ایک ایسے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے ہے۔"

ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ ابولہب نے آپ کی بات کاٹ دی اور یہ کہہ کر تقریر مکمل نہ ہونے دی کہ (نعوذ باللہ) تیرا استیاناس ہو، کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ اس کے ساتھ ہی تمام لوگ پورا خطبہ سنے بغیر واپس چلے گئے۔

زندگی کا آخری خطبہ

وفات سے پانچ دن پہلے سات مشک پانی منگوایا اور غسل فرمایا، اس غسل سے طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا، تم ایسا نہ کرنا، میری قبر کو میرے بعد سجدہ گاہ نہ بنالینا۔

اس گروہ پر اللہ کا سخت غضب ہوا جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنادیا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔"

معجزاتِ نبویؐ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک اہم پہلو آپ کے وہ معجزات ہیں جنہیں دیکھ کر ہزاروں افراد نے اسلام قبول کیا، ان سے آپ کی عظمتِ شان کا پتا چلتا ہے، آپ کے معجزات کی تعداد کئی سو ہے، علمائے کرام نے ان پر مستقل کتب لکھی ہیں، یہاں نمونے کے طور پر چند معجزات درج کئے جارہے ہیں۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم کسی سفر سے واپس آرہے تھے، جب ہم بنی نجار کے نخلستان کے پاس آئے تو وہاں ایک مست اونٹ دیکھا جو کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا، لوگوں نے آپ کو بتایا، آپؐ نے باغ میں جاکر اونٹ کو بلایا، وہ گردن جھکائے آپ کی جانب چلا آیا اور سامنے بیٹھ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار منگوا کر اس کے گلے میں ڈال کر اسے مالک کے حوالے کردیا اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: "سوائے سرکش جن اور نافرمان انسان کے، زمین و آسمان کے درمیان ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑی سی کھجوریں لایا اور عرض کی کہ ان میں برکت کی دعا فرمادیجئے، آپؐ نے ان کھجوروں کو جمع کرکے دعا کی اور فرمایا: "اسے توشہ دان میں رکھ لو، ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا لیکن جھاڑنا نہیں" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر سے بندھا رہتا تھا، ہم اس سے (کئی سال تک) کھاتے کھلاتے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوران میری کمر سے کٹ کر کہیں گر گیا۔ (مسند احمد)

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرواتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا: دودھ تو ہے مگر میں اس کا امانت دار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسی بکری ہے جس سے کسی نر نے جفتی نہ کی ہو اور گابھن بھی نہ ہوئی ہو؟ (یعنی اس کے دودھ نہ اترا ہو) اس پر میں نے ایک بکری آپ کی خدمت میں پیش کی، آپؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو دودھ اتر آیا، ایک برتن میں دودھ دوہا، خود پیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پلایا (اور نہیں دیا) پھر تھنوں سے کہا سمٹ جاؤ تو وہ سمٹ گئے۔ ☆☆

گزشتہ سے پیوستہ

میر طارق یعقوب نامی فتنہ پرور کے

گمراہ کن اور ملحدانہ نظریات کا تجزیہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

الغرض جب کوئی انسان اپنے آپ کو عقل کل سمجھے اور علماء و محققین کی تحقیقات سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ کر دین و مذہب کی تشریح کرنے بیٹھ جائے، تو وہ ایسی عبارتیں اور مضامین لکھے گا جس سے دین دشمنوں کو دین و مذہب اور خدا و رسول پر اعتراض کرنے کا موقع ملے گا، اور اس کے اس طرز عمل سے جتنے لوگ گمراہ اور بے دین ہوں گے، ان سب کا وبال اس کی گردن پر ہوگا۔

۷:...... موصوف مزید لکھتے ہیں:

”قیامت تک کے جتنے مسئلے ہوں گے قرآن میں ان کے پرامن حل موجود ہیں، یہاں تک کہ کشمیر کا پرامن حل موجود ہے ،بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے قرآن سمجھ کر پڑھا نہیں اور نہ ہی تدبر کیا۔“

اگر موصوف مسئلہ کشمیر اور اس کے حل کے مضمون پر مشتمل آیت کی نشاندہی فرمادیتے، تو اتنا بڑے اور عرصے سے الجھے ہوئے مسئلہ کا پرامن حل مل جاتا؟ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ چونکہ اس موضوع کی کوئی آیت نہیں ہے اس لئے موصوف نے صرف اس خودساختہ قرآنی حل کی طرف توجہ نہ کرنے یا قرآن کریم میں اس کے موجود حل پر غور وفکر اور تدبر نہ کرنے کی دہائی پر اکتفا فرمایا ہے؟

ارباب عقل و دانش، اصحاب فہم و بصیرت اور علمائے امت جانتے ہیں کہ بلاشبہ قرآن کریم دستور حیات ہے، مگر اس میں روزمرہ زندگی کے تمام جزئیات کی تفصیلات نہیں ملتیں، بلکہ اس کے برعکس اس میں صرف اصول و کلیات سے بحث کی گئی ہے، اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پورے ۲۳ سالہ دور نبوت میں ان ہی اصول وکلیات کی وضاحت و تشریح فرمائی ہے، یوں پورا ذخیرہ حدیث، قرآن کریم کی تفسیر وتشریح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے شب و روز، آپ کے افعال واعمال، قرآن کریم کے مضامین کی عملی تعبیر ہیں۔

اے کاش کہ موصوف کو بھی علم وفہم سے کوئی ایک آدھ قطرہ ملا ہوتا تو وہ ایسی ٹھوکر نہ کھاتے، بلکہ وہ بھی دوسرے علمائے امت کی طرح یہ کہتے کہ: ”قرآن کریم میں جنگ وامن اور صلح ومصالحت کے اصولوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، اعمال، احادیث وارشادات، حضرات صحابہ کرام کے طرز عمل اور اجماع امت کی روشنی میں، جس طرح دوسرے تمام مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح اگر ان اصولوں کی روشنی میں مسئلہ کشمیر کا پُرامن حل تلاش کیا جاتا تو شاید اس کا کوئی پُرامن حل نکل آتا۔“ مگر اے کاش! کہ ان کے حصہ میں عقل وفہم اور حق وصداقت کہاں؟

۸:...... آگے مزید کہتے ہیں:

”رب کسی کو ہدایت کرتے ہیں اور کسی کو نہیں، اور ہم انسان دوسروں کو ہدایت دینے پر قادر نہیں ہیں، تو پاکستان میں سب کو مذہبی آزادی ہونی چاہئے۔“

نہیں معلوم کہ موصوف اس عبارت سے کیا باور کرانا چاہتے ہیں؟ غالباً وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب انسان دوسروں کو ہدایت دینے پر قادر نہیں تو وہ دوسروں کو دین کی طرف کیوں بلاتے ہیں؟ بلکہ ہر انسان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے، وہ جونسا چاہے دین و مذہب اختیار کرے، یا وہ جیسا چاہے ایمان وعقیدہ اپنائے؟

اگر ہم نے موصوف کی اس عبارت کا مفہوم صحیح سمجھا ہے، تو کیا ان سے کوئی پوچھ سکتا ہے کہ حضور! انسانوں کا دوسروں کو ہدایت دینے پر قادر نہ ہونا دور جدید کی پیداوار تو نہیں، بلکہ یہ وصف یا ضعف و کمزوری تو انسانوں میں شروع دن سے چلی آرہی ہے، بلکہ قرآن کریم میں تو خود آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے کہ: ”انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء“ (القصص:۵۶) ...تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے، پر اللہ راہ پر لائے جس کو چاہے... اب سوال یہ ہے کہ اگر انسان انسانوں کو ہدایت نہ دے سکنے کے اصول کے تحت انسانوں کو مذہبی آزادی ملنی چاہیے تھی، تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے رسول کیوں بھیجے؟ اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مذہبی آزادی کیوں نہ دی؟ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے تھے کہ انسان انسانوں کو ہدایت نہیں دے سکتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کفار کو ایمان واسلام کی دعوت کیوں دی؟ اوران کے نہ ماننے پران سے جہاد وقتال کیوں فرمایا؟ اوران کی مذہبی آزادی پر قدغن کیوں لگائی؟ اسی طرح قرآن کریم میں یہ کیوں فرمایا گیا کہ: ”وقاتلو ھم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کلہ للہ“ (انفال:۳۹)...اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہوجائے حکم سب اللہ کا...

اگر انسان کو مذہبی آزادی ہونی چاہئے تھی تو بتلایا جائے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام نے مرتد ہوجانے والے انسان کے لئے قتل کی سزا کیوں تجویز فرمائی؟ اور آپ نے یہ کیوں فرمایا: ”من بدل دینہ فاقتلوہ“ (بخاری...) ...جو شخص اسلام سے مرتد ہوکر دوسرا دین بدل لے اس کو قتل کردو...

اگر موصوف برا نہ منائیں تو ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ دراصل انسانوں کو دین اسلام سے باغی بناکر ان کے مرتد ہونے کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ کان کھول کر سن لیں کہ ان شاء اللہ ان کا یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔

۹:...... موصوف آگے ایک حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”آج صرف قرآن پڑھنے والوں کے ۷۳ فرقے ہیں، تو ہر محلہ/حلقہ میں ۷۳ مساجد ہوں گی، ۵۶ سال ہوگئے پاکستان بنے ہوئے، قرآن پڑھنے والے اکٹھا نہ ہوسکے تو کیا ہماری قوم جس میں اور مذاہب کے لوگ ہیں، (جو پاکستانی ہیں) کیا ہم ایک قوم بن سکیں گے؟“

بلاشبہ اتحاد و اتفاق کی دعوت دینا اور اس کی کوشش کرنا اچھی سوچ اور لائق قدر جذبہ ہے، لیکن جن تکوینی امور کی پیغمبر اسلام نے پیشگوئی فرمائی ہے، دنیا ادھر سے ادھر ہوجائے وہ ہوکر رہیں گے، جب یہ بات طے ہے کہ حضور ﷺ نے اس امت کے ۷۳ فرقوں میں بٹ جانے کی پیشگوئی فرمائی ہے، تو یقیناً اس امت کے ۷۳ فرقے ہوکر رہیں گے، بایں ہمہ اس پر یہ پھبتی کسنا کہ: ”آج صرف قرآن پڑھنے والوں کے ۷۳ فرقے ہیں تو ہر محلہ، حلقہ میں ۷۳ مساجد ہوں گی“ کس قدر خطرناک ہے؟ کیونکہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ”میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی“ بجا ہے! اگر یہی کیا ضروری ہے کہ وہ سارے فرقے پاکستان میں ہوں، یا اس کے ہر ہر محلے میں ہوں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ سارے فرقے ابھی تک وجود میں نہ آئے ہوں؟ یا ان میں سے کچھ پاکستان میں ہوں اور کچھ دوسرے ممالک میں؟ لہٰذا ہر محلہ اور حلقہ میں ۷۳ فرقوں اور ۷۳ مساجد کا تذکرہ کرنا حدیث شریف کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے تقسیم کی پیشگوئی فرمادی تو اس کے علی الرغم یہ سوچ کہ ۵۶ سال بلکہ اب تو ۶۱ سال ہوجانے کے بعد پاکستانی مسلمان ایک فرقہ کیوں نہیں بن گئے؟ یہ بھی حدیث رسول سے بغاوت ہے؟

اس سب سے ہٹ کر ایک طرف تو موصوف پاکستان میں مذہبی آزادی کے علمبردار ہیں کہ ہر انسان کو الگ الگ مذہب اپنانے گویا مرتد ہونے کی اجازت ہونی چاہیے۔ اور دوسری طرف وہ پاکستانی قوم کو ایک فرقہ بنانا چاہتے ہیں کیا یہ کھلا تضاد نہیں؟ کیونکہ جب انسانوں کو مذہبی آزادی ہوگی تو وہ صرف ایک اسلام کے نہیں، بلکہ مختلف مذاہب کے پیروکار ہوں گے، اور جب لوگ مختلف مذاہب کے پیروکار ہوں گے تو ان کے اتحاد و اتفاق یا ان کے ایک فرقہ ہونے کی توقع رکھنا حماقت نہیں؟

۱۰:...... موصوف حضرات انبیاء کرام کی دعوت اور ان کی دعوت کے نتیجے میں وجود میں آنے والی امت کے تصور سے بغاوت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”انڈونیشیا میں قوم دو رسولوں کی جماعتوں میں بٹ گئی، ایک بڑا حصہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت بن گئی اور مسلمان کہلائے اور دوسری حضرت عیسیٰ کی جماعت یعنی عیسائی، آپس میں خون خرابہ ہوا، ملک ٹوٹ گیا، مشرقی تیمور اور انڈونیشیا بن گئے۔ سبق یہ اخذ ہوا کہ جب ایک ملک کے لوگ رسولوں کی جماعتوں میں بٹ جائیں گے تو خون خرابہ، فساد اور ملک کا بٹوارا ہوجائے گا۔“

موصوف کی تحریر کے اس اقتباس سے با آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق کے نام سے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت اور اصول و فروع کے اختلاف کی وجہ سے امتوں کے اختلاف کے بھی قائل نہیں ہیں۔

دوسرے الفاظ میں وہ مختلف انبیاء کی مختلف امتوں کے بھی قائل نہیں ہیں، وہ مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے عقائد میں اختلاف کے بھی روادار نہیں ہیں، اس لئے نعوذ باللہ وہ انبیاء کرام کی دعوت کو بھی اختلاف و انتشار کی بنیاد سمجھتے ہیں اور وحدت ادیان کے خالص ہندوانہ عقیدہ کے علمبردار ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ شخص حضرات انبیاء و رسل کی دعوت کو بھی اختلاف و فساد کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ بتلایا جائے کہ جو شخص انبیاء و رسل کی وحدت پر مبنی اصلاحی تحریک کو بھی فساد و خون خرابہ کا باعث جانے، وہ مسلمان ہے؟ یا خالص کافر؟

اس لئے کہ مشرکین مکہ بھی ٹھیک اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو آبائی دین میں فساد سے تعبیر کرتے تھے، اور اسی بر خود غلط فکر و سوچ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن بن گئے تھے، لہٰذا جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص ایمان

واتیقان کی دعوت کو، مشرکین مکہ کی مانند آج بھی ملک توڑنے اور فساد برپا ہونے کا ذریعہ قرار دے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا ہموا کہلانے سے زیادہ کفار ومشرکین مکہ کا حامی اور ہموا کہلانے کا مستحق نہیں۔

کیا اس ”عقل کل“ بلکہ مشرکین مکہ کی فکروسوچ کے حامی وداعی سے کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اگر حضرات انبیاء کرام کی دعوت سے امت کئی حصوں میں بٹ کر خون خرابہ کا ذریعہ بنتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے مختلف شریعتوں اور کتابوں کے حامل انبیاء کرام کیوں بھیجے؟ کیا یہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ذات اور ان کے انبیاء ورسل بھیجنے کے فعل پر اعتراض نہیں؟ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر اعتراض کرے، وہ مسلمان ہے یا کافر؟

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر انبیاء کرام و رسل کی دعوت سے انسانیت کے تقسیم ہونے یا ان میں فساد برپا ہونے یا خون خرابہ کا اندیشہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ نبی، رسول، کتب اور صحف کیوں بھیجے؟ اسی طرح سابقہ شریعتوں میں نسخ وتبدیل کا عمل کیوں روا رکھا؟ کیا ایک رسول اور نبی کافی نہیں تھا؟ جو کم از کم امت کو وحدت کی لڑی میں تو پروئے رکھتا؟ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کیوں بھیجے؟ اور تین سو سے زائد کتب وصحف کیوں نازل فرمائے؟ صرف اختلاف وانتشار کے لئے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

کیا خیال ہے یہ شخص آسمانی کتابوں اور اللہ کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ انبیاء کی دعوت کو انتشار وفساد کا ذریعہ کیوں قرار دیتا ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ایسا شخص جو اللہ کے رسولوں اور اس کی کتابوں کا منکر ہو، وہ مسلمان ہوسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر صاحب عقل وفہم جانتا ہے کہ اللہ کے رسولوں، اور کتابوں پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلاسکتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ شخص آسمانی کتابوں اور اللہ کے رسولوں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور آپ کی کتاب قرآن کو نہیں مانتا، بلکہ ان کو باعث فتنہ وفساد اور انسانیت کے توڑ کے گھناؤنے جرم کا مرتکب سمجھتا ہے اور جو شخص اللہ کی کسی کتاب اور رسول کا انکار کرے یا کسی بھی نبی ورسول کی توہین وتنقیص کرے، وہ مرتد اور زندیق ہے، لہٰذا یہ شخص زندیق وملحد ہے اور اس کی ملحدانہ دعوت کا سدباب کرنا ہر مسلمان اور صاحب ایمان پر واجب ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ شخص یا تو ملحد وبے دین ہے یا پھر مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح گستاخ انبیاء ہے، لہٰذا اس کی دعوت خالص کافرانہ اور ملحدانہ ہے۔

۱۱:...... موصوف احادیث رسول کو بے وقعت اور ناقابل اعتبار ثابت قرار دینے اور ان کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”حدیث اخبار ہے اس زمانہ کا،
جب قرآن نازل ہو رہا تھا اور اللہ کے
رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان
کے صحابہ یعنی ساتھی کہا کرتے تھے۔“

قارئین کرام! ذرا غور فرماویں کہ یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جو قرآن کریم کی تفسیر وتشریح اور اللہ کی وحی خفی ہے، اس کو اس دور کا اخبار قرار دیتے ہوئے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ جس طرح اخبار کی خبریں ناقابل اعتبار واعتماد ہوتی ہیں، ٹھیک اسی طرح احادیث نبویہ کی بھی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ یہ بھی اخبار کی طرح ناقابل اعتماد ہیں۔

حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور احادیث نبویہ کی اہمیت وعظمت اور ان کی ثقاہت واستناد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ”وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا۔“ (الحشر:۷)... اور جو دے تم کو رسول، سو لے لو، اور جس سے منع کرے، سو چھوڑ دو... اسی طرح دوسری جگہ فرمایا: ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ“ (النجم:۳،۴)... اور نہیں بولتا... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم... اپنے نفس کی خواہش سے، یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا... اسی طرح متعدد جگہ آیا ہے کہ: ”ویعلمہم الکتاب والحکمۃ“... (آل عمران:۴۸)... اور سکھادے گا اس کو کتاب اور حکمت کی باتیں... چنانچہ اس کے ذیل میں تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ حکمت سے مراد احادیث مبارکہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کو قرآن کریم کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ کی بھی تعلیم دیتے تھے۔

ان تصریحات سے جہاں احادیث مبارکہ کی اہمیت وعظمت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ نعوذ باللہ اس دور کے اخبار کی خبریں نہیں تھیں، بلکہ وہ قرآن کریم کی تفسیر وتشریح پر مشتمل شریعت و حکمت تھی، لیکن اس کے برعکس یہ ملحد و بے دین احادیث نبویہ کی توہین وتنقیص کرتے ہوئے انہیں نعوذ باللہ! اخبار قرار دیتا ہے۔

جو شخص آسمانی کتابوں اور انبیاء ورسل کے آسمانی دین کو فتنہ وفساد کا ذریعہ قرار دے، اس کے ہاں احادیث مبارکہ کی کیا اہمیت وعظمت ہوسکتی ہے؟ اسی طرح جو قرآن کریم اور آسمانی کتابوں کا باغی ہو، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا کیونکر قائل ہوسکتا ہے؟

۱۲:...... ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' کے مصداق ایک طرف تو یہ ملعون حضرات انبیاء کرام کی جماعتوں اور مختلف امتوں سے انکاری ہے مگر دوسری طرف وہ خود انبیاءؑ کرام کی جماعتوں یعنی امتوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''عیسائی اور یہودیوں سے اللہ کے رسول اپیل کرتے تھے کہ: ''اے عیسائی اور یہودیو! اگر تم میری اتباع کرو تو تمہیں دوہرا اجر ہوگا۔''

دیکھئے ایک طرف تو کہتا ہے کہ رسولوں کی کوئی جماعت نہیں ہوتی اور دوسری طرف وہ اللہ کے رسول کی جانب سے یہود و نصاریٰ کو دعوت دینے اور ان کو اپنی اتباع کرنے اور اپنی امت یعنی جماعت میں شمولیت کی دعوت کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر اللہ کے رسول کی دعوت ایمان سے امت میں انتشار کا امکان ہوتا تو اللہ کا رسول یہود و نصاریٰ کو یہودیت اور نصرانیت سے نکل کر اسلام میں آنے پر دوہرے اجر کی بشارت کیوں سناتا؟ کیا یہ کھلا تضاد نہیں؟ اگر اس ملعون کا موقف صحیح ہے تو نعوذ باللہ! اللہ کے نبی کا موقف غلط، اور اگر آپ ﷺ کی دعوت انتشار کا باعث نہ تھی تو اس ملعون کا موقف غلط، بہرحال اگر رسول کی دعوت باعث انتشار ہوتی تو اللہ کے رسول نے اس انتشار کی دعوت کیوں دی؟ اور اللہ کے نبی کی اس انتشار پر مبنی دعوت کو موصوف نے اتحاد کی دعوت کیوں قرار دیا؟ اسی طرح یہ سوال بھی قابل غور ہے کہ اللہ کے نبی نے یہود و نصاریٰ کو ایمان کی دعوت کیوں دی؟ اس ملعون کے بقول کیا آپ ﷺ کا یہود و نصاریٰ کو اسلام کی دعوت دینا ان کو مذہبی آزادی سے محروم کرنے کی کوشش کے مترادف نہیں؟ کیا یہ جائز تھا؟ اگر نہیں تو کیا نعوذ باللہ! اللہ کا رسول اس ملحد کے نزدیک مجرم نہیں قرار پائے گا؟

اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو کیا آج آنحضرت ﷺ کے جانشین علماء اور صلحاء آپ ﷺ کی طرز پر کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ اور دین میں کمی زیادتی کرنے والوں کو صراط مستقیم کی دعوت دیں تو وہ کیونکر انتشار امت کا ذریعہ ہیں؟

۱۳:...... اسی طرح یہ صاحب زکوٰۃ کے نصاب کے بھی قائل نہیں ہیں اور نہ ہی ادائیگی زکوٰۃ میں کسی خاص مقدار کو منصوص مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''......اس کے بعد صاحب نصاب ہوجائے تو زکوٰۃ ادا کردے، فیصد کا تعین قرآن و حدیث کی روشنی میں اسمبلی کرے۔''

گویا یہ صاحب فقہ اور حدیث کی روشنی میں زکوٰۃ کی مقررہ مقدار ڈھائی فیصد کے بھی قائل نہیں ہیں، جب ہی تو فرماتے ہیں کہ فیصد کا تعین ارکان اسمبلی کریں، حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اجتہاد ان مسائل میں ہوتا ہے، جن کے بارہ میں کوئی واضح نص موجود نہ ہو، جب کہ نصاب زکوٰۃ اور ادائیگی زکوٰۃ کی شرح، شارع علیہ السلام کی طرف سے متعین ہے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ فیصد کا تعین ارکان اسمبلی کریں، دین و شریعت کا انکار نہیں؟

الغرض میر طارق یعقوب خالص جاہل، اجہل ہے، دین و مذہب، انبیاء و رسل اور خود اللہ تعالیٰ کا باغی ہے، اس کا ملحدانہ لٹریچر پڑھنا، تقسیم کرنا، ناجائز اور حرام ہے، بلکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس ملحد کا ناطقہ بند کریں، اس کو عدالت کے ذریعہ قرار واقعی سزا دلائیں اور اس پر توہین رسالت و توہین انبیاء کا مقدمہ قائم کرکے اس کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ: مجاہدین اسلام میں خاص اہمیت رکھتے تھے اور نہایت پُر جوش صحابیؓ تھے، اسلام کی تاریخ میں پہلا کافر آپ ہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

غزوۂ بدر کی شرکت کو آپ اپنا سب سے بڑا اخروی زادِ راہ خیال کرتے تھے، چنانچہ اس جنگ میں جس جُبے کو پہن کر آپؓ نے مشرکین سے جنگ کی تھی، اس کو احتیاط سے محفوظ رکھا تھا۔ ۵۵ ہجری میں (جب کہ آپ کی عمر ۷۰ برس سے زیادہ تھی) وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ: ''مجھ کو اسی کا کفن دینا کیونکہ میں نے اس کو اسی مقصد کے لئے چھپا رکھا تھا'' آپؓ کو موت کے وقت اپنے اعمال پر پورا اطمینان تھا۔

آپؓ کے صاحبزادے حضرت مصعب بن سعد روایت کرتے ہیں:

''موت کے وقت ان کا سر میری آغوش میں تھا، میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے تو انہوں نے میری طرف منہ کرکے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا: آپ کی اس حالت کو دیکھ کر، بولے میرے لئے نہ روؤ، خدا مجھ کو کبھی عذاب نہ دے گا اور میں اہل جنت میں سے ہوں، مسلمان جب تک خالصتاً لوجہ اللہ عمل کریں گے، خدا تعالیٰ ان کو نیکیوں کا بدلہ دے گا۔''

(مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

دارالعلوم سلمان فارسیؓ چارسدہ میں پانچ روزہ

ردقادیانیت کورس

دارالعلوم سلمان فارسیؓ شیر پاؤ تحصیل تنگی ضلع چارسدہ کے مہتمم اور مقامی تبلیغی جماعت کے امیر مولانا سہیل احمد خان نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو خط لکھا کہ میں اپنے مدرسہ میں رد قادیانیت کورس کرانا چاہتا ہوں تو کسی مبلغ و مناظر کی ڈیوٹی لگائی جائے، حضرت موصوف نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی ڈیوٹی لگائی، چنانچہ مولانا شجاع آبادی نے انہیں ۲۶/فروری تا ۲/مارچ کا وقت دیا تو کورس کے انتظامات شروع ہوئے، مولانا شجاع آبادی نے سرحد مجلس کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کو اپنے پروگرام کی اطلاع دی تو موصوف نے حاجی تاج محمد، راقم الحروف کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ شیر پاؤ جاکر انکوائری کریں کہ داعی کون ہے؟ مدرسہ کیسا ہے؟ درجہ کتب کا ہے یا صرف درجہ قرآن مجید کا ادارہ ہے، چنانچہ مذکورہ بالا حضرات نے شیر پاؤ کا دورہ کیا اور رپورٹ پیش کی تو مفتی صاحب نے کورس کا پروگرام فائنل کردیا، چنانچہ پروگرام کے مطابق مولانا شجاع آبادی ۲۶/فروری کی صبح کو پشاور تشریف لے آئے تو جناب شیر محمد لالی، راقم الحروف، حاجی تاج محمد نے مولانا شجاع آبادی کا استقبال کیا۔ تھوڑی دیر آرام اور ناشتہ سے فراغت کے بعد انہیں شیر پاؤ تحصیل تنگی ضلع چارسدہ میں پہنچا دیا گیا۔

کورس کا آغاز ۲۶/فروری بعد نماز ظہر ہوا، جو عصر تک جاری رہا، پہلے لیکچر میں مولانا شجاع آبادی نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان متنازعہ مسائل، قادیانیوں سے گفتگو کا طریقہ، بنیادی شرائط اور مرزا قادیانی کے کذاب و دجال ہونے پر چندرہ عام فہم دلائل نوٹ کرائے۔

۲۷/فروری، جمعۃ المبارک کا دن تھا، مولانا

رپورٹ: چاچا عنایت اللہ پشاور

شجاع آبادی نے دارالعلوم سلمان فارسیؓ کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا جس میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کیا، تین سے ساڑھے چار بجے تک ”مسئلہ ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں“ کے عنوان پر لیکچر دیا اور قرآن پاک کی آیات کریمہ سے مسئلہ ختم نبوت کو وضاحت سے بیان کیا۔

۲۸/فروری کو جامعہ حاجی صاحب ترنگ زئی میں گیارہ سے پونے بارہ بجے تک خطاب کیا، طلباء و اساتذہ کرام کو قادیانیت کی سنگینی سے باخبر کیا اور قادیانیت سمیت لادین فتنوں کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی اور انہیں قادیانیت کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا، جامعہ کا اہتمام مولانا زبیر جان حقانی فرما رہے ہیں۔ مولانا مطلع الانوار فاضل دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں ان کے گھر واقع کوٹ علاقہ ترناب ضلع چارسدہ میں حاضری دی، مجلس کی سرگرمیوں، قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی، مولانا نے دعا فرمائی، مولانا شجاع آبادی کے استفسار پر مولانا شیخ مطلع الانوار مدظلہ نے فرمایا کہ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوا، ترمذی شریف اور بخاری جلد اول شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھیں اور باقی کتب حضرت مولانا فخر الدین بلیاوی، مولانا اعزاز علیؒ سمیت دیگر اساتذہ سے پڑھیں، تحریک پاکستان کی وجہ سے حالات خراب ہوگئے تو میں ۱۹۴۹ء تک دارالعلوم دیوبند میں رہا، حضرت مدنیؒ اور دیگر اساتذہ کرام کی خدمت کا خوب موقع ملا، گویا مولانا پاکستان سے آخری فاضل تھے جو دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت لے کر آئے۔

تین سے ساڑھے چار بجے تک ختم نبوت سے متعلق قادیانیت کے شبہات اور ان کے جوابات پر بیان فرمایا، جسے شرکاء کورس نے بڑی رغبت کے ساتھ تحریر کیا۔

یکم مارچ شیخ التفسیر حضرت مولانا سید شمس الحق افغانیؒ سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، سابق وزیر معارف ریاست قلات اور سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل کے مزار پر حاضری دی اور ایصال ثواب کیا اور حضرت افغانیؒ کے رفع درجات کی دعا کی اور حضرت علامہ افغانیؒ کے فرزند ارجمند مولانا فیض الحق کی خدمت میں حاضری دی، جس پر حضرت مولانا فیض الحق نے وفد کا شکریہ ادا کیا۔

علامہ افغانیؒ ۷/اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پیدا ہوئے اور آپ کے والد محترم کا نام مولانا غلام حیدر خان

ابن مولانا خان عالم تھا۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی اور دیوبند میں مدرس ہوئے ترقی کرتے کرتے شیخ التفسیر کے منصب پر فائز ہوئے، والیٔ قلات نے دارالعلوم سے تقاضا کیا کہ کوئی ایسا عالم دیا جائے جو قضا وعدل سے واقف ہو تو دارالعلوم کے ارباب انتظام نے حضرت علامہ افغانیؒ کو چار سال کے لئے بھیج دیا، آپ نے چار سال میں عظیم الشان فیصلے کئے حتی کہ بعض فیصلے حکومت کے خلاف بھی دیئے۔

ایک عرصہ تک جامعہ عباسیہ بہاولپور (اب اسلامیہ یونیورسٹی) میں شیخ التفسیر کے منصب پر فائز رہے، بہاولپور میں ڈیڑھ سال تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر درس دیا۔

آپ ایک فاضل اجل عالم دین تھے۔ منطق، فلسفہ اور سائنسی علوم پر مہارت رکھتے تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے، شاہ جیؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے باصرار تقاضا فرمایا کہ آپ مجلس کی امارت قبول فرمالیں تو حضرت افغانیؒ نے اپنے اعذار پیش کئے۔

مولانا جالندھریؒ نے عرض کیا کہ آپ اگر ترنگزئی میں ہوں گے تو اجلاس ترنگزئی میں ہوگا، اگر آپ بہاولپور میں ہوں گے تو اجلاس بہاولپور میں منعقد ہوگا۔ حضرت افغانیؒ نے اپنی علمی، تدریسی مشغولیات اور ضعف وعوارض کی بنیاد پر مجلس کی امارت قبول نہ فرمائی۔

آپ ۷/ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۶/ اگست ۱۹۸۳ء کو انتقال فرما گئے اور آپ کا مدفن ترنگزئی میں اپنی زمینوں میں بنایا گیا، آپ کے بڑے بیٹے مولانا نورالحق فاضل ڈابھیل دوسرے مولانا فیض الحق ترنگزئی میں قیام پذیر ہیں اور سب سے چھوٹے صاحبزادہ داؤد جان حیات آباد پشاور میں قیام فرما ہیں۔ اللہ پاک حضرت مرحوم کی قبر مبارک پر اپنی رحمتوں کی گھٹائیں نازل فرمائیں، اور صاحبزادگان کو علوم افغانیؒ کی نشر واشاعت کا ذریعہ بنائیں۔

یکم مارچ .... جامعہ اسلامیہ چارسدہ میں حاضری ہوئی، جس کا اہتمام مولانا گوہر شاہ کے پاس ہے، جبکہ شیخ الحدیث مولانا غلام صادق سابق ایم این اے ہیں، جامعہ کے ایک استاذ مولانا مفتی سیّد محمد عبداللہ شاہ علاقہ کی مشہور دینی و روحانی شخصیت اور جامعہ میں استاذ الحدیث ہیں، جامعہ سے ماہنامہ النصیحہ کے نام سے ایک ماہوار دینی رسالہ شائع ہوتا ہے۔ بہرحال یہ سفر بہت شاندار رہا، مولانا شجاع آبادی کے ساتھ مولانا کمال شاہ، استاذ جامعہ حاجی صاحب ترنگ زئی اور سہیل احمد خان رہے۔

یکم مارچ .... تین تا ساڑھے چار بجے تک حیات عیسیٰ علیہ السلام از قرآن کے عنوان پر درس دیا، جس میں دس آیات قرآنی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی رفع الی السماء جسمانی اور احادیث نبویہ نزول من السماء پر لیکچر دیا۔

۲/ مارچ .... ۲ بجے بعد نماز ظہر سے ساڑھے تین بجے تک مولانا شجاع آبادی نے حیات مسیح علیہ السلام کے خلاف قادیانیوں کے نام نہاد دلائل اور ان کے جوابات دیئے۔

اختتامی تقریب .... مولانا شجاع آبادی کے آخری لیکچر کے بعد کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی، جس میں تحصیل بھر کے علماء کرام اور مشائخ عظام نے بھرپور شرکت کی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سرحد کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ تھے۔ مہمان خصوصی نے پشتو زبان میں مسئلہ ختم نبوت کی عظمت وافضلیت، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت، قادیانیوں کی ملک و ملت کے خلاف سرگرمیوں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بھرپور تعاقب پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے پختون قوم اور علماء کرام کی قابل قدر خدمات ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی قیادت شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے فرمائی۔ دونوں بزرگوں کی مادری زبان پشتو تھی۔ سرحد اسمبلی میں ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد مولانا حبیب گلؒ نے پیش کی جو پٹھان تھے۔ لاہوری گروپ کے محضر نامہ کا جواب مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے دیا وہ بھی پختون تھے۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف بل پیش کرنے والوں میں مولانا صدر الشہیدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، سب پختون تھے۔ اب بھی دینی قیادت پختونوں کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے سامعین سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیت کا تعاقب کرنے والی واحد عالمی تنظیم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممبر بنیں۔

مفتی پوپلزئی صاحب نے پشاور مجلس کی طرف سے شرکاء کورس کو آئینہ قادیانیت، لٹریچر اور قومی تاریخی دستاویز پر مشتمل پیکٹ بطور انعام پیش کئے۔

ردقادیانیت کورس مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا، کورس کے منتظم مولانا سہیل احمد خان اور مولانا کمال شاہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نبوت، حضرت مفتی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆......☆☆

گزشتہ سے پیوستہ

شاعرِ مشرق اور تحفظِ ختمِ نبوت

شورش کاشمیریؒ کی تحریروں کے آئینہ میں

ترتیب سعید الرحمن درخواستی

اسلامی ریاستوں میں قادیانی جاسوس

مرزا غلام احمد قادیانی نے ملک سے باہر جہاد کی تنسیخ اور برطانیہ کی طاعت سے متعلق بقول خود بے پناہ لٹریچر بھجوایا اور مسلمان ملکوں میں تقسیم کرایا، ان کا بیٹا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی ایک شاطر انسان تھا، اس نے اپنے معتقدین کو انگریزوں کی جاسوسی کے لئے مقرر کیا، بعض جگہ مشن قائم کئے، بعض جگہ ملازمتیں دلوائیں اور بعض جگہ پہلی جنگ عظیم میں عرب ریاستوں کے احوال و آثار چوری کرنے کے لئے اپنے معتقدین بھیجے، مثلاً:

۱: پہلی جنگ عظیم میں اپنے سالے ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ میں بھیجا، اس نے ترکوں کی پانچویں ڈویژن کے انچارج جمال پاشا کی معرفت ۱۹۱۷ء میں القدس یونیورسٹی دمشق میں دینیات کی لیکچر شپ حاصل کی، لیکن اس کا کام انگریزی فوجوں کے لئے جاسوسی کرنا تھا کہ وہ دمشق میں کیونکر داخل ہوسکتی ہیں، جونہی انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوئیں وہ انگریزی کمانڈر کے حسب ہدایت مامور ہوگیا اور عربوں کو ترکوں سے بھڑانے کے فرائض انجام دیتا رہا، لیکن جب عراقی اس کے جاسوسی کے خط و خال سے آگاہ ہوگئے تو بھاگ کر قادیان آگیا اور ناظر امور عامہ ہوگیا۔

۲: پہلی جنگ عظیم کے فوراً بعد مکہ مکرمہ میں احمدیہ مشن قائم کیا گیا، میر محمد سعید حیدرآبادی اس کا انچارج تھا اور کرنل ٹی ڈبلیو لارنس (برطانوی محکمہ جاسوسی کا اہم عہدیدار) کی ہدایت پر کام کرتا تھا، اس مشن کے ارکان نے مکہ مکرمہ اور ترکی میں برطانوی مصالح کے مطابق تخریب کاری کا جال بچھایا۔ (الفضل ۳/ستمبر ۱۹۲۵ء ملاحظہ ہو) آخر ابن سعود اور مصطفیٰ کمال کے مستحکم ہونے پر مرزائی سب کچھ چھوڑ کر حجاز و ترکی سے فرار ہوگئے، انہیں معلوم ہوچکا تھا کہ وہ گرفتار کئے جارہے ہیں اور ان کے جرم کی سزا موت ہے۔

۳: ترکی میں مصطفیٰ کمال کو قتل کرنے کے لئے مصطفیٰ صغیر نام کے جس نوجوان کو مامور کیا گیا اور مرزا معراج دین (سپرنٹنڈنٹ سی آئی ڈی) ایک تاجر کی حیثیت سے اس کے ساتھ منسلک کئے گئے، اس نوجوان (مصطفیٰ صغیر) کو مرزا بشیر الدین محمود نے ایک معتمد جاں نثار کی حیثیت سے مقرر و منتخب کیا اور برطانوی حکومت کے حوالے کیا تھا۔

۴: پہلی جنگ عظیم میں برطانوی فوج کامیاب ہوکر عراق میں داخل ہوئی تو اس کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کے روپ میں بہت سے ”احمدی“ تھے، ولی اللہ زین العابدین کا چھوٹا بھائی اور مرزا بشیر الدین محمود کا سالا میجر حبیب اللہ شاہ جو انگریزی فوج میں ایک ڈاکٹر تھا، بغداد فتح ہونے پر برطانوی گورنر مقرر کیا گیا پھر وہ سبکدوش ہوکر واپس آگیا، آخر ۱۹۲۴ء میں عراقی حکومت نے مرزائی عناصر کو ان کی غدارانہ سرگرمیوں کے باعث نکال دیا۔

۵: شام میں جلال الدین شمس کو بھیجا گیا، اس کے سپرد فلسطین و شام کا مشن تھا، لیکن دسمبر ۱۹۲۷ء میں اس کی پراسرار سرگرمیوں کے باعث اس پر قاتلانہ حملہ ہوا، وہ بچ گیا، لیکن بہت دیر تک زیر علاج رہا، شام میں استعماری گرفت ڈھیلی پڑگئی تو جلال الدین شمس کو نکال دیا گیا اور وہ ۱۷/ مارچ ۱۹۲۸ء کو حیفا آگیا، اب برطانوی مصالح کا مرکز فلسطین تھا اور اس کو یہودی ریاست بنانے کے لئے عربوں کی وحدت میں نقب لگانے والے ایسے ہی نام نہاد مسلمان درکار تھے جو مرزا بشیر الدین محمود نے مہیا کئے، فلسطین میں برطانیہ کی جاسوسی کا افسر اعلیٰ ایک یہودی تھا، احمدی مشن اس کے ماتحت تھا اور اس طرح یہودیت اور احمدیت کے گٹھ جوڑ کا آغاز ہوا، اس آغاز ہی نے اسرائیل قائم کرنے کی استعماری کوششوں کو پروان چڑھایا، آج احمدی ان بے نظیر خدمات ہی کے صلہ میں اسرائیل کی حکومت سے متمتع ہورہے ہیں اور آج کل عرب ریاستوں کی بیخ کنی اور مخبری کررہے ہیں، لائڈ جارج (وزیر اعظم انگلستان) نے فلسطین میں احمدیوں کی خدمات کا اعتراف کیا اور وہ ان سے غایت درجہ مطمئن تھا۔ ۱۹۲۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود فلسطین گیا اور اس نے اعلان کیا کہ یہودی اس خطے کے مالک ہوجائیں گے (تاریخ احمدی، ص:۴۱۰) مرزا محمود نے فلسطین کے ہائی کمشنر سے ملاقات کی اور آئندہ خدمات کا نقشہ طے پایا، جلال الدین شمس کے ساتھ محمد المغربی الطرابلسی اور عبدالقادر عودہ صالح نام کے دو عربوں کو منتخب کیا گیا، اصلاً دونوں یہودی تھے اور استعماری مقاصد کے لئے انہیں مسلمان کیا گیا تھا۔

۶: ہندوستان میں برطانوی حکومت نے روس سے ہمیشہ خطرہ محسوس کیا اور وسط ایشیا میں اسلامی علاقوں کی معرفت اس خطرہ کے مفروضوں یا حقیقتوں کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے منتخب وقتوں میں کئی جاسوسی وفد بھیجے جو مختلف واسطوں سے روس جاتے رہے، ایک احمدی محمد امین خان کو ۱۹۲۱ء میں مبلغ کے روپ میں روانہ کیا گیا، وہ ایران کے راستہ معلومات حاصل کرتا ہوا روس میں داخل ہوا لیکن روسی حکومت نے پکڑ کے جیل میں ڈال دیا، آخر برطانوی مداخلت سے رہا ہوا، اس نے قادیان واپس آ کر مرزا بشیرالدین محمود سے مزید ہدایات لیں اور ایک دوسرے شخص ظہور حسین کو ساتھ لے کر لوٹ گیا۔

ظہور حسین بھی روسی پولیس کے ہاتھ آ گیا اور انگریزوں کے لئے جاسوسی کے الزام میں ماسکو وغیرہ کے قید خانہ میں دو سال رہا، بالآخر برطانوی سفیر مقیم ماسکو کی تگ و دو سے رہا ہوا، شہزادہ ویلز ہندوستان آیا تو مرزا بشیرالدین محمود نے وفاداروں سے متعلق سپاسنامہ پیش کیا، اس میں بڑھانگی کہ حضرت مرزا غلام احمد کی پیشگوئی کے مطابق روس کی حکومت بالآخر احمدیوں کے ہاتھ میں ہوگی اور اللہ تعالیٰ احمدیت کو بخارا میں عنقریب پھیلا دے گا۔

۷: پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں انگریزوں اور افغانستان کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو قادیانی ایک کمپنی کی شکل میں افغانستان کو انگریزوں کے زیر نگیں لانے کے لئے مصروف ہو گئے، مرزا محمود کا چھوٹا بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری کام کرتا رہا۔

برطانوی حکومت اول تو افغانستان کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتی تھی، جب افغانستان اس کی نو آبادی نہ بن سکا تو اپنی ریشہ دانیوں کے لئے چن لیا تا کہ افغانستان کمزور ہو، اس کام کے لئے جو مہرے جاسوسی کے تخریبی فرائض انجام دے رہے تھے، ان میں ایک شخص نعمت اللہ قادیانی بھی تھا، اس کو جولائی ۱۹۲۴ء میں گرفتار کر کے سنگسار کیا گیا۔ فروری ۱۹۲۵ء میں دو اور قادیانی ملا عبدالحلیم اور ملا نور علی اسی پاداش میں موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

قادیانی امت کی برطانیہ سے اندھا دھند وفاداری اور مسلمان ملکوں میں انگریزوں کی خاطر جاسوسی کا ریکارڈ اتنا ضخیم ہے کہ اور کسی سرکاری جماعت کا ریکارڈ اس قدر شرمناک نہیں، اس سے فی الحقیقت سو کتابوں کی ایک لائبریری قائم ہو سکتی ہے۔

قادیانیوں کے دو شعار اور شاعر مشرق کی عمیق نظر

مرزا غلام احمد اور ان کی امت کے دو ہی شعار رہے ہیں:

۱: ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت چھن جانے پر مرزا غلام احمد قادیانی جہاد کی منسوخی کے لئے ایک نبی بن کر سامنے آیا اور اس نے الہام کا جامہ پہن کر اطاعت برطانیہ کو فرض قرار دیا، اس کی امت نے اس کی موت کے بعد ایک ایسے طائفہ کی حیثیت اختیار کر لی جو ہندوستان میں برطانوی استعمار کے انجن کی بھاپ تھا اور جس کے وجود سے مسلمانوں کی وحدت دولخت ہو کر کمزور پڑتی اور ختم ہوتی تھی۔

۲: قادیانی امت نے اپنے پیغمبر کی سند لے کر تمام اسلامی ملکوں میں برطانوی استعمار کی خدمت گزاری اپنے اوپر فرض کر لی، وہ مسلمانوں کے روپ میں ان ممالک میں جاتے اور رہتے لیکن عقیدتاً انہیں کافر سمجھ کر انہیں سبوتاژ کرتے، تمام اسلامی ملکوں کے مسلمان ان کے ظواہر سے دھوکا کھاتے، المختصر قادیانی امت کے افراد اسلامی مملکتوں میں برطانیہ کا ففتھ کالم تھے۔

علامہ اقبالؒ نے قادیانی امت کے عمیق مطالعہ کے فوراً ہی بعد ہندوستان کی برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے، وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نقب لگا کر ایک علیحدہ امت پیدا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد خود کوئی امت پیدا نہ کر سکتے تھے، اگر وہ الگ امت پیدا کرتے تو اسلامی ملکوں میں انگریزی استعمار کے لئے مفید نہ ہوتے، انہوں نے اپنے پیروؤں کی جمعیت کو اس طرح ڈھالا کہ وہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے لیکن کام ان سے اس طرح لیا گویا وہ مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ اور جماعت ہیں۔

علامہ اقبالؒ قادیانی امت کے الگ تھلگ عقائد، ان کی اسلام سے غداری اور برطانوی استعمار کی خدمت گزاری سے اس قدر بدظن ہو گئے کہ انہوں نے نہ صرف احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ کر دینے کا مطالبہ انتہائی شدت سے کیا بلکہ مسلمان اداروں سے انہیں نکلوادیا، لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج مرزا ظفر علی بھی حضرت علامہ کے مؤید ہوگئے اور اس طرح انگریزی خواندہ جماعت کی ایک بڑی تعداد میں بھی ان کی علیحدگی کا مطالبہ قائم ہو گیا۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

۱:...... ''قادیانی مسلمانوں میں صرف سیاسی فوائد کے حصول کی خاطر شامل ہیں، ورنہ وہ تمام عالم اسلام کو اپنے عقائد کی رو سے کافر قرار دیتے ہیں۔''

۲:...... ''وہ اسلام کی باغی جماعت ہے اور مسلمانوں کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو ان سے الگ کر دیا جائے۔''

۳:...... ''وہ مسلمانوں میں یہودیت کا ثنیٰ ہیں۔''

قلیل الالفاظ اور کثیر الآرزو

ایک مفلس و بے اولاد شخص جس کی ماں اندھی تھی، کسی بزرگ کے پاس جاکر طالب دعا ہوا، بزرگ نے فرمایا: تو کیا چاہتا ہے؟ وہ بولا: ''جناب باری تعالیٰ میں صرف اتنی دعا کردیجئے کہ میری اندھی ماں اپنے پوتوں کو سونے کے کٹوروں میں دودھ پیتے دیکھے۔'' بزرگ نے اس قلیل الالفاظ اور کثیر الآرزو دعا کو سن کر اس کی ذہانت کی داد دی اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

برصغیر کی آزادی تک قادیانی امت کی تاریخ میں ایک شوشہ یا ایک نقطہ بھی ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ اس برصغیر کی جدوجہد آزادی سے موافق تھے یا کبھی انہوں نے برطانیہ سے ہندوستان چھوڑنے کا مطالبہ کیا ہو، ان کی غیر مختتم کاسہ لیسی کے باوجود برصغیر آزاد ہوگیا۔ ہندوستان آزاد ہوا، پاکستان قائم ہوا تو برطانیہ سے ان کی وابستگی کے لئے ہندوستان میں کوئی جگہ نہ تھی اور نہ وہاں رہ کر وہ مختلف محاذوں پر برطانیہ کے لئے ففتھ کالم ہوسکتے تھے، انہوں نے پاکستان کا رخ کیا، پنجاب میں آزادی سے کچھ عرصہ بعد تک سر فرانسس موڈی انگریز گورنر تھا، اس کے سامنے برطانوی استعمار کے مختلف پلان تھے، چنانچہ اس کی معرفت ربوہ قادیانی امت کو ملا، یہ ان کے لئے اس طرح کا ایک نگر تھا جس طرح امریکیوں نے پشاور سے کوہاٹ کی طرف بڈبیر کے مقام پر اپنا ایک عسکری مرکز قائم کیا تھا اور وہاں کسی پاکستانی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔

جن لوگوں نے مرزائیت کے تعاقب کی تحریک چلائی ان میں زعمائے احرار مسلم لیگ میں شامل نہ تھے اور نہ پاکستان کو ہندوستان کے مسلمانوں کا سیاسی حل سمجھتے تھے، علامہ اقبالؒ پاکستان بننے سے پہلے وفات پاگئے، مولانا ظفر علی خان گور کنارے تھے، مرزا بشیر الدین محمود کو خیال ہوا کہ ان کے مخالف جو متحرک اور فعال ہیں، مسلم لیگ میں عدم شمول کے باعث اب پاکستان میں سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے، مسلمانوں نے انہیں مسترد کردیا ہے، اس مفروضہ پر اس نے پاکستان کو اپنی ریاست بنانے کی اندرونی مہم کا آغاز کیا، اس نے جنرل سر ڈگلس گریسی کے ایماء پر ''جہاد کشمیر'' کے نام پر ''فرقان بٹالین'' قائم کی، یہ اس شخص کا اقدام تھا، جس کے باپ مرزا غلام احمد نے جہاد کو الہاماً منسوخ کیا تھا اور جو برطانوی عہد میں خود بھی منسوخ جہاد کا داعی تھا۔

بلوچستان کو قادیانی مرکز بنانے کا ناکام منصوبہ

مشرقی پاکستان کے پاکستان سے کٹ جانے کے بعد آج مغربی پاکستان میں بلوچستان عالمی طاقتوں کی بدولت ایک سیاسی مسئلہ ہے اور وہاں بیرونی نگاہیں لگی ہوئی ہیں، انگریزوں نے برصغیر چھوڑنے سے پہلے بلوچستان کے موجودہ گورنر نواب آف قلات کو اپنے ڈھب پر لانا چاہا کہ وہ بلوچستان کو نیپال کی طرح آزاد حیثیت دینا چاہتے ہیں، مسٹر ڈی وائی فل (پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ) نے نواب قلات کو ترغیب دی کہ انگریز برما اور لنکا کی طرح بلوچستان کو آزاد ریاست کا درجہ دینے کے لئے تیار ہیں، ان دنوں بلوچستان کا ایجنٹ جنرل جیفرے تھا، وہ خود قلات گیا اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا پیغام دیا کہ وہ بلوچستان کو آزاد ریاست بنانے کے لئے تیار ہیں، لیکن قائداعظم مطلع ہوگئے اور بیل منڈھے نہ چڑھی آخر برطانوی حکومت کے ان سیاستدانوں نے مرزا محمود سے طویل ملاقات کرکے بلوچستان کا پلان ان کے حوالے کیا اور خود چلے گئے۔ مرزا محمود نے جولائی ۱۹۴۸ء میں کوئٹہ کا دورہ کیا اور بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کیا۔ ان کا یہ خطبہ ۱۴/اگست ۱۹۴۸ء کے الفضل میں درج ہے۔

اگر ۱۹۵۳ء میں قادیانیت کے خلاف مجلس عمل کی تحریک نہ چلتی تو مرزائی پاکستان میں استعماری سیاست کے حسب ہدایت اپنے قدم جمارہے تھے، اس تحریک نے تمام ملک کو چوکنا کردیا، قادیانی تبلیغ ہمیشہ کے لئے رُک گئی اور تمام مسلمان ان سے باخبر ہوگئے، لیکن سر ظفر اللہ خان نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے بیرون پاکستان اپنی ساکھ قائم کرلی اور عالمی استعمار سے اس کی ضرورتوں کے تابع ناطہ قائم کرلیا، ادھر ملک استعماری اور نظریاتی طاقتوں کے محور میں چلا گیا، ادھر قادیانی استعماری طاقت کے مہرے ہوگئے۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانیوں کا کلیدی کردار

چین، امریکا اور روس دونوں کے لئے خطرہ یا پرابلم ہوچکا تھا، دونوں محسوس کرتے تھے کہ ہندوستان سوشلسٹ ہوگیا تو پھر ایشیا اور افریقا میں انہیں کوئی سا مقام یا رسوخ حاصل نہ ہوگا، کیونکہ اس طرح ایک ارب اور بیس کروڑ انسان سوشلسٹ ہوجاتے تھے، ان عالمی طاقتوں نے ہندوستان کو ساتھ ملاکر چین کے خلاف محاذ بنانا چاہا، ہندوستان کا جواب یہ تھا کہ اس کے دوطرف مشرقی ومغربی پاکستان دشمن کی حیثیت سے موجود ہیں جب تک وہ ہیں ہندوستان کا ایسے محاذ میں شامل ہونا مشکل ہے، امریکا اور روس نے صدر ایوب سے کہا کہ وہ ہندوستان سے مشترکہ دفاع کرلے، صدر ایوب نے مشکلات پیش کیں اور عذر کیا، اس پر دونوں طاقتیں پاکستان اور ایوب خان کے خلاف ہوگئیں، اسی نارضی کا نتیجہ ۱۹۶۵ء کی جنگ

تھی جو استعماری طاقتوں کے پاکستانی گماشتوں کی پخت و پز سے معرض وجود میں آئی، خدا نے پاکستانی فوج کے بازوؤں کو توانائی دے کر پاکستان کو بچالیا ورنہ نقشہ مختلف ہوتا اور جانے کیا ظہور میں آتا، عالمی طاقتیں مجتمع تھیں کہ مغربی پاکستان کے اعضاء قطع ہوگئے اور اس کی شکل بدل گئی تو مشرقی پاکستان کسی تردد کے بغیر خود بخود الگ ہوجائے گا لیکن قدرت کو منظور نہ تھا، پاکستان محفوظ ہوگیا، لیکن اس کے ساتھ عالمی طاقتوں کے ہتھے چڑھ گیا، مشرقی پاکستان کبھی الگ نہ ہوتا لیکن عالمی طاقتوں کے جو ایجنٹ مغربی پاکستان میں حکومت کی مشینری کے بڑے بڑے عہدوں پر کام کر رہے تھے، انہوں نے مشرقی پاکستان کو کاٹ دیا اور قادیانی اس منصوبہ کے سرخیل تھے۔ مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے خلاف معاشی استحصال کا جو غصہ تھا، اس کو سوا کرنے والا مرزا غلام احمد کا پوتا مرزا بشیر الدین کا بھتیجا اور داماد ایم ایم احمد تھا جو ایوب خان کے زمانہ میں بیرونی پشت پناہی سے مالیات کا انچارج تھا اور آج ان استعماری خدمات کے صلہ میں عالمی بینک کا اہم عہدیدار ہے، لطف یا ستم یہ کہ پاکستان میں ایٹمی توانائی کا سربراہ عبدالسلام بھی قادیانی ہے۔

پاکستان کی تقسیم کا بھیانک منصوبہ

ظفر اللہ خان، ایم ایم احمد اور عبدالسلام تینوں ہی پاکستان سے باہر لندن کی جلوہ گاہ میں رہتے اور واشنگٹن کے اشارۂ ابرو پر رقص کرتے ہیں، قادیانی ہائی کمانڈ نے ۱۹۷۱ء کے انتخابات میں پاکستان کے اسلامی ذہن کو اسرائیل کے روپے کی طاقت پر سبوتاژ کیا اور اس کے بعد سے ملک کے غیر اسلامی ذہن کی معرفت پاکستان کی معاشی و عسکری زندگی پر قابض ہو رہے ہیں، یورپ کی نظریاتی و استعماری طاقتیں نہ تو اسلام کو بطور طاقت زندہ رکھنے کے حق میں ہیں اور نہ اس کی نشاۃ ثانیہ چاہتی ہیں، ہندوستان کی خوشنودی کے لئے پاکستان ان کی بندر بانٹ کے منصوبے میں ہے وہ اس کو بلقان اور عرب ریاستوں کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم کرنا چاہتی ہیں۔ ان کے سامنے مغربی پاکستان کا بٹوارا ہے، وہ پختونستان، بلوچستان، سندھو دیش اور پنجاب کو الگ الگ ریاستیں بنانا چاہتی ہیں، ان کے ذہن میں بعض سیاسی روایتوں کے مطابق کراچی کا مستقبل سنگاپور اور ہانگ کانگ کی طرح ایک خود مختار ریاست کا ہے، خدانخواستہ اس طرح تقسیم ہوگئی تو پنجاب ایک محصور (Sandwitch) صوبہ ہوجائے گا، جس طرح مشرقی پاکستان کا غصہ مغربی پاکستان میں صرف پنجاب کے خلاف تھا، اسی طرح پختونستان، بلوچستان اور سندھو دیش کو بھی پنجاب سے ناراضی ہوگی، پنجاب تنہا رہ جائے گا تو عالمی طاقتیں سکھوں کو بھڑکا کر مطالبہ کرادیں گی کہ مغربی پنجاب ان کے گوروؤں کا مولد مسکن اور مرگھٹ ہے لہٰذا ان کا اس علاقہ پر وہی حق ہے جو یہودیوں کا فلسطین (اسرائیل) پر تھا اور انہیں وطن مل گیا، عالمی طاقتوں کے اشارے پر سکھ حملہ آور ہوں گے، اس کا نام شاید پولیس ایکشن ہو، جانبین میں لڑائی ہوگی لیکن عالمی طاقتیں پلان کے مطابق مداخلت کر کے اس طرح لڑائی بند کرادیں گی کہ پاکستانی پنجاب بھارتی پنجاب سے پیوست ہو کر سکھ احمدی ریاست بن جائے گا، جس کا نقشہ اس طرح ہوگا کہ صوبہ کا صدر سکھ ہوگا تو وزیر اعلیٰ قادیانی، اگر وزیر اعلیٰ سکھ ہوگا تو صدر قادیانی! اسی غرض سے استعماری طاقتیں قادیانی امت کی کھلم کھلا سرپرستی کر رہی ہیں، بعض مستند خبروں کے مطابق سر ظفر اللہ خان لندن میں بھارتی نمائندوں سے پخت و پز کر چکے ہیں۔

قادیانی اس طرح اپنے نبی کا مدینہ (قادیان) حاصل کر پائیں گے جو ان کا شروع دن سے مطمح نظر ہے اور سکھ اپنے بانی گورونانک کے مولد میں آجائیں گے، یہی دونوں کے اشتراک کا باعث ہوگا، قادیانی عالمی استعمار سے اپنی ریاست کا وعدہ لے چکے ہیں اور اس کے عوض عالمی استعمار کے گماشتہ کی حیثیت سے اسرائیل کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے وہ مسلمانوں کی صف میں رہ کر عرب ریاستوں کی بیخ کنی اور مخبری کے لئے افریقا کی بعض ریاستوں میں مشن رچائے بیٹھے ہیں اور حیفا (اسرائیل) میں حکومت یہود کے مشیر برائے اسلامی ممالک ہیں، وہ پاکستان حکمران جماعت کے ہاتھوں سرحد و بلوچستان کی نمائندہ جماعت کو پٹوا کر پنجاب و سندھ میں اسلامی ذہن کے قتل عمد سے موعودہ استعماری صوبہ کی آبیاری کر رہے ہیں اور اس وقت طاقتوں کی معرفت اسرائیل و ہندوستان کے آلۂ کار ہیں اور یہ ہے ان کا سیاسی چہرہ جس سے ان کا داخلی وجود ظاہر ہوتا ہے۔

(ماخوذ از تحریک ختم نبوت مصنف علامہ شورش کاشمیری)

☆☆……☆☆

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

☆ غمزدہ کے شریک رنج ہونا عین طاعت وعبادت ہے۔

☆ مرد اور عورت دنیا کی گاڑی کے دو پہیے ہیں، جس گاڑی کا ایک پہیہ نکما ہو، اس کا چلنا ناممکن ہے۔

☆ بیماری جسم کے اندر سے نمودار ہو کر جسم ہی کو گلا دیتی ہے اور دوا باہر سے آ کر اس کو شفا دیتی ہے، پس بدخواہ یگانہ سے خیر خواہ بیگانہ بہتر ہے۔

ادارہ

کارروائی سہ ماہی اجلاس

مرکزی مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس دفتر مرکزیہ میں ۲۹/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ ، مطابق ۲۸/مارچ ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر منعقد ہوا۔

صدارت حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ نے کی۔ اجلاس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالرشید غازی مظفرگڑھ، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالستار خوشاب، مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص، مولانا محمد یعقوب بدین، مولانا فیاض مدنی خیرپور میرس، مولانا محمد حسین ناصر سکھر نے شرکت کی۔

۱:......لولاک: گزشتہ اجلاس میں تمام مبلغین کو لولاک کے خریداروں کی لسٹیں دے دی گئی تھیں، چنانچہ کئی ایک احباب نے اکثر و بیشتر خریداروں سے رابطے مکمل کر کے ان سے رقوم وصول کر لی تھیں جو جمع کرادی گئیں، بعض احباب نے کانفرنسوں کے انتظامات کی مصروفیات کا عذر کیا اور وعدہ کیا کہ جلد از جلد ملاقاتیں کر کے رقوم بھجوادیں گے۔

۲:......کانفرنسیں: مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بتلایا کہ گزشتہ دو ماہ بھرپور گزرے، سندھ اور پنجاب کے ضلعی اور بعض جگہ پر تحصیلی مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں مجلس کے زیر اہتمام منعقد ہوئیں، بعض شہروں میں جمعیت علماء اسلام نے اور بعض مقامات پر جمعیت اہل حدیث نے بھی ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت سے کانفرنسیں بھرپور اور کامیاب رہیں۔ جس سے جماعتی رفقاء کے حوصلے بلند ہوئے اور نئے جوش و جذبہ سے رفقاء نے قادیانیت کے تعاقب کے لئے میدان عمل میں آنے کا فیصلہ کیا۔ نیز ۵/اپریل ۲۰۰۹ء دھوبی گھاٹ فیصل آباد اور ۱۱/اپریل ۲۰۰۹ء کو لاہور کی عالمگیری بادشاہی مسجد میں عظیم الشان کانفرنسوں کے انعقاد کے فیصلہ سے انشاء اللہ العزیز تحریک ختم نبوت کو جلا نصیب ہوگی۔

۳:......مرکزی شوریٰ: مرکزی شوریٰ کا اجلاس ۱۳/اپریل ۲۰۰۹ء کو خانقاہ سراجیہ کندیاں میں منعقد ہوگا۔ لاہور کانفرنس سے فارغ ہوتے ہی اراکین شوریٰ خانقاہ شریف کا سفر کریں گے۔

۴:......ممبر سازی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سہ سالہ ممبر سازی صفر المظفر سے شروع ہو چکی ہے۔ رفقاء سے درخواست کی گئی کہ مطلوبہ ممبر سازی کی بکیں ساتھ لے کر جائیں۔ ممبر سازی بھرپور طریقہ سے کریں اور ممبر سازی کے ساتھ ساتھ ہی جماعتوں کی تشکیل کرتے جائیں اور اس کی خبریں ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کو اشاعت کے لئے ارسال کریں۔ نیز طے ہوا کہ مبلغین اپنے اپنے حلقہ کے ناظم انتخابات ہوں گے اور مرکزی ناظم انتخاب مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ ہوں گے۔ نیز بعض حضرات کو ڈویژنل سطح کی نگرانی سپرد کی گئی۔ پچیس ممبروں پر ایک ممبر مرکزی عمومی کا ہوگا، جہاں ممبرز کی تعداد ایک سو سے بڑھ جائے تو دو سو تک دو، دو سو ایک سے تین۔ مرکزی ممبران عمومی مرکزی انتخاب میں حصہ لیں گے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱:......مولانا قاضی احسان احمد: کراچی۔

۲:......مولانا محمد نذر عثمانی: حیدرآباد۔

۳:......مولانا محمد علی صدیقی: میرپور خاص، عمر کوٹ تھرپارکر۔

۴:......مولانا محمد یعقوب معاویہ: بدین۔

۵:......مولانا محمد فیاض مدنی: خیرپور میرس، نوابشاہ، نوشہرو فیروز۔

۶:......مولانا محمد حسین ناصر: سکھر، لاڑکانہ، کندھکوٹ، جیکب آباد۔

۷:......مولانا محمد راشد مدنی: رحیم یار خان۔

۸:......مولانا محمد اسحاق ساقی: بہاولپور، لودھراں۔

۹:......مولانا محمد قاسم رحمانی: بہاولنگر۔

۱۰:......مولانا عبدالحکیم نعمانی: ساہیوال، پاکپتن شریف۔

۱۱:......مولانا عبدالرزاق مجاہد: اوکاڑہ، قصور۔

۱۲:......مولانا عزیزالرحمن ثانی: لاہور۔

۱۳:......مولانا عبدالنعیم رحمانی: شیخوپورہ، ننکانہ۔

۱۴:......مولانا محمد عارف لانگ: گوجرانوالہ، حافظ آباد۔

۱۵:...... مولانا فقیر اللہ اختر: سیالکوٹ، نارووال۔

۱۶:...... مولانا محمد قاسم سیوطی: منڈی بہاؤالدین، گجرات۔

۱۷:...... مولانا زاہد وسیم: راولپنڈی، جہلم، چکوال، اٹک۔

۱۸:...... مولانا محمد طیب: اسلام آباد، ہزارہ ڈویژن، کوہاٹ۔

۱۹:...... مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی: صوبہ سرحد کے دیگر اضلاع بمع پشاور۔

۲۰:...... مولانا عبدالستار حیدری: سرائے نورنگ، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، بھکر، میانوالی، لیہ۔

۲۱:...... مولانا محمد اکرم طوفانی: سرگودھا و نگران مرکز۔

۲۲:...... مولانا عبدالستار: خوشاب، وادی سون، تلہ گنگ۔

۲۳:...... مولانا عبدالرشید غازی: ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفرگڑھ۔

۲۴:...... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: ملتان۔

۲۵:...... مولانا عبدالستار گورمانی: خانیوال۔

۲۶:...... مولانا غلام حسین: جھنگ۔

۲۷:...... مولانا غلام مصطفیٰ: چناب نگر، چنیوٹ۔

۵: رد قادیانیت کورس: ۲۲ تا ۲۶/مئی نوشہرہ مقام مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد نوشہرہ صدر، زیرنگرانی قاری محمد اسلم، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی لیکچر دیں گے۔

۶: مولانا اللہ وسایا مدظلہ: محمد اسماعیل شجاع آبادی کے پروگرام تشکیل دیئے گئے۔

۷: آئندہ سہ ماہی کے لئے کتاب: احتساب قادیانیت، ج:۱۶۔

ربیع الثانی، رسائل مولانا محمد علی جالندھریؒ: تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء میں تحریری بیان، مرزائیوں سے ہائیکورٹ کے سات سوالات، مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات کا جواب الجواب۔

جمادی الاولیٰ، رسائل شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ۔

جمادی الاخریٰ، رسائل مولانا محمد شریف جالندھریؒ۔

رسائل: مولانا عبدالرحیم اشعرؒ۔

آئندہ میٹنگ: یکم تا ۳/ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ۔

☆☆..........☆☆

جدید ایڈیشن

تذکرہ مجاہدین ختم نبوت

اور

قادیانیوں کے عبرت انگیز واقعات

جمع وترتیب: شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا

☆ اولیاء اللہ کے وجد آفرین واقعات جنہوں نے اپنی بصیرت وکشف کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت کی زہرناکیوں سے محفوظ و مامون رکھا۔ ☆ دلیر اور دلاور ماؤں کے تذکرے، جنہوں نے آمنہؓ کے لال کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی ممتا کے ہاتھوں ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کیا۔ ☆ آتش نوا اور جہاد پرور خطیبوں کی باتیں جنہوں نے دلوں کے سمندروں میں طغیانی بپا کردی۔ ☆ جیالے، جری اور کڑیل جوانوں کی روشن حکایات جنہوں نے خون دل دے کر ختم نبوت کے چراغ کو فروزاں رکھا۔ ☆ پیران عظام اور علمائے حق کی ولولہ انگیز داستانیں جنہوں نے خانقاہیں چھوڑ کر اور شمشیر جہاد لہرا کر مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت کو زندہ وتابندہ رکھا۔ ☆ شیر دل اسیران تحریک ختم نبوت کے پرسوز اور رقت انگیز واقعات جنہوں نے وفائے محبوبؐ کے جرم میں پس دیوار زنداں سنت یوسفؑ ادا کی۔ ☆ مسیلمہ کذاب کی اولاد خبیثہ کی ٹھکائی۔ ☆ منافقوں کے چہروں سے نقاب کشائی۔ ☆ غداران ملت کی راز افشائی۔ ☆ مرزائی نوازوں کی تاریخ کے کٹہرے میں رونمائی۔ ☆ اور گورے انگریز کے جانشین کالے انگریزوں کی شناخت پریڈ۔

قیمت: 200 روپے

علماء، طلبا اور مبلغین ختم نبوت کے لئے خصوصی رعایت

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115595

نور ہے جس کا سب سے اوّل، بعثت جس کی سب سے آخر

جسم مطہر، کتنا معطر، روئے مبارک ماہ منور
دلکش باتیں، شیریں تبسم، صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم، خلق مجسم، جس پہ گواہ قرآن مکرم
عبد و آقا کے یکساں ہمدم، صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ عرب اور شانِ مدینہ، فخرِ عرب سلطانِ مدینہ
صاحب کوثر، مالکِ زمزم، صلی اللہ علیہ وسلم

شہر ہے ان کا پاک مدینہ، کحلِ بصر ہے خاکِ مدینہ
جب سے آئے خوش بخت اقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

جسم مزکی، روح مصفا، قلبِ منور حسن میں یکتا
ظاہر و باطن نور مجسم، صلی اللہ علیہ وسلم

جود و سخا اور لطف و عطا ہے، شیوہ ان کا مہر و وفا ہے
رافت و رحمت، حلم و تکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی آمد رحمت یزداں، ان کی بعثت بخششِ رحماں
خلق خدا کے رہبر اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

زینت مکہ، جانِ مدینہ اور میں ہوں قربان مدینہ
کوچہ کوچہ نقش مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

مظہر دین و رہبر کامل، جن پہ ہوا ہے دین مکمل
وحی خدا کے پیکر اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

نور ہے جس کا سب سے اوّل، بعثت جس کی سب سے آخر
سب سے موخر سب سے مقدم، صلی اللہ علیہ وسلم

خاتمیت جس کی سب سے بہتر، بعثت ہے توحید کی مظہر
جس کے مداح خالقِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

محترمہ امۃ اللہ تسنیم

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد ومدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمن
ناظمِ اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ